لیکن قبل اس کے کہ وہ سادھو جسے سونا گھاٹ کے لوگ اوتار سمجھ رہے تھے، اپنا دعویٰ پورا کرتا، تہ خانے کی طرف جاتے ہوئے انہی سیڑھیوں پر جل بھن کر راکھ کا ڈھیر ہو گیا تھا۔ اس واقعے نے موہن لال کی دہشت لوگوں کے دلوں پر اس حد تک بٹھا دی تھی کہ وہ دن کے اوقات میں بھی چوبی سیڑھیوں والے چبوترے کا رخ کرتے ہوئے کتراتے تھے۔

سادھو کا واقعہ یاد آیا تو میں ایک لمحے کے لئے سہم کر رک گیا لیکن دوسرے ہی لمحے میں نے خود پر ملامت کی اور دل میں خدا کو یاد کرتا ہوا، دوبارہ سیڑھیاں طے کرنے لگا۔ میری اس بے فکری اور نڈر پن کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ میں جانتا تھا کہ موت کا ایک وقت مقرر ہے اور خدا کی مرضی کے بغیر کوئی نہیں مر سکتا۔ اس کے علاوہ میرے آگے پیچھے کوئی رونے والا بھی نہیں تھا جس کا خیال پریشان کرتا جہاں تک میرے بھائی اور بہنوں کا تعلق تھا، تو میں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ والد صاحب کے انتقال کے بعد انہوں نے کس طرح مجھ سے نظریں پھیر لی تھیں اور جائداد کے بٹوارے کے وقت نہ صرف چھوٹا سمجھ کر میری حق تلفی کی تھی بلکہ دودھ کی مکھی کی طرح مجھے نکال باہر کیا تھا۔

انہی خیالات میں غرق میں جلدی جلدی سیڑھیاں طے کرتا ہوا تہ خانے کے دروازے تک پہنچ گیا جس پر ایک زنگ آلود وزنی تالا پڑا ہوا تھا اور دونوں پٹوں پر جا بجا دھندلے رنگوں سے بنی ہوئی بھگوان اور دوسرے دیوی دیوتاؤں کی تصویریں نظر آ رہی تھیں۔ اس خیال سے کہ میرے اور سونا گھاٹ کے پجاری کے درمیان بس یہی ایک دروازہ حائل رہ گیا ہے، میرا جوش بڑھ گیا۔ میں نے ایک بار پھر پلٹ کر چبوترے کی طرف دیکھا، مبادا کوئی پجاری یا بھگت چھپ کر میری حرکات و سکنات کا جائزہ لے رہا ہو لیکن وہاں کوئی بھی نہ تھا۔ ہر طرف مہیب سناٹا اور گھپ اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔ میں نے اب تالے کی طرف توجہ کی جو خاصا وزنی اور مضبوط تھا۔ میں نے سوچا کہ کیوں نہ میں دوبارہ جیون داس کے مکان میں جا کر چابی تلاش کروں۔ تالا توڑنے کی صورت میں ممکن تھا کہ مندری کے پجاری اور پنڈت جاگ جاتے۔ اس خیال کے تحت میں جانے کے ارادے سے پلٹا ہی تھا کہ وزنی تالا ایک ہلکی سی آواز کے ساتھ کھل گیا۔ ہر چند کہ میں ہمیشہ سے بے حد نڈر اور بے خوف رہا ہوں لیکن تالے کا اس طرح اپنے آپ کھل جانا میرے لئے انتہائی تعجب خیز تھا۔ معاً میرے دل میں خیال آیا کہ ممکن ہے مادھو لال کی روح نے میری مشکل آسان کرنے کی خاطر تالا کھول دیا ہو۔ بہر حال میں نے ایک بار پھر آیت الکرسی پڑھ کر اپنے اوپر دم کیا اور وزنی تالے کو ہٹا کر چٹخنی کھولی پھر دروازے کو آہستہ آہستہ اندر کی طرف دھکیلنے لگا۔ اندر بھی گھپ اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔ دروازہ کھول کر میں دھڑکتے ہوئے دل سے تہ خانے میں داخل ہوا، جیب سے ٹارچ نکال کر روشن کی اور اس کی روشنی تہ خانے میں ادھر ادھر رینگنے لگی۔ اچانک روشنی کا دائرہ ایک صندلی تابوت پر پڑا تو میرے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا میں تابوت

کے قریب پہنچا تو میں نے دیکھا کہ ایک انتہائی لمبا تڑنگا اور ہٹا کٹا ہندو جو غالباً موہن لال ہی تھا، تابوت کے اندر سمٹا سمٹایا چت لیٹا ہے۔ اس کی دونوں آنکھیں خوف ناک انداز میں کھلی ہوئی تھیں۔ اس کے جسم پر جو کورا کپڑا موجود تھا، وہ بھی انتہائی اجلا تھا اور اس پر کہیں میل کچیل کا نشان تک نہ تھا۔ موہن لال کی جسمانی حالت بھی بالکل ٹھیک ٹھاک نظر آ رہی تھی جب کہ لوگوں کے بیان کے مطابق اسے مرے ہوئے خاصا طویل عرصہ گزر چکا تھا۔

میں صندلی تابوت کے قریب کھڑا موہن لال کی ساکت آنکھوں کو دیکھتا رہا، جس کی پتلیوں سے ایک خوف ناک لہر پھوٹ رہی تھی۔ اس کا جسم بری طرح اکڑا ہوا نظر آ رہا تھا، جس میں کسی قسم کی کوئی حرکت نہیں نظر آ رہی تھی۔ چند لمحے تک میں ساکت و جامد کھڑا دنیا کے اس آٹھویں عجوبے کو حیرت بھری نظروں سے گھورتا رہا کوئی غیر مرئی طاقت مجھے بار بار یہ باور کرانے کی کوشش کر رہی تھی کہ موہن لال مرا نہیں بلکہ زندہ ہے۔ طویل عرصے تک کسی انسانی جسم کا لاش میں تبدیل ہو جانے کے باوجود اس حالت میں پایا جانا کہ جلد کی رنگت تک نہ بدلی ہو اور ایک ایک روئیں سے زندگی کے اثرات نمایاں نظر آ رہے ہوں، میرے لئے ناقابل یقین بات تھی۔ اس خیال سے کہ ممکن ہے پجاری کے جسم کو محفوظ کرنے کے لئے کوئی مخصوص مسالا لگا دیا گیا ہو جو بظاہر نظر نہ آ رہا ہو میں نے اس کے جسم کو چھونے کی غرض سے ہاتھ آگے بڑھایا لیکن قبل اس کے کہ میں اپنے ارادے کی تکمیل کرتا، تہ خانے کا دروازہ جسے میں اپنے پیچھے کھلا چھوڑ آیا تھا ایک زوردار آواز سے بند ہو گیا۔ چٹخنی لگنے کی آواز بھی سنائی دی۔ میں بری طرح لرز اٹھا۔ تیزی سے گھوم کر میں نے ٹارچ کی روشنی دروازے پر ڈالی تو میرے انداز کی تصدیق ہو گئی۔ دروازے کی چٹخنی اندر سے بند تھی۔ دوسرے ہی لمحے حفظ ماتقدم کے طور پر میں نے اپنا ریوالور نکال لیا پھر ٹارچ کی روشنی میں مختصر تہ خانے کا ایک ایک کونا دیکھ ڈالا لیکن وہاں میرے اور صندلی تابوت کے علاوہ کوئی اور چیز موجود نہ تھی۔ خوف کی ایک لہر میرے دل و دماغ پر طاری ہو گئی اور میں جھرجھری لئے بغیر نہ رہ سکا۔ یقیناً وہ کوئی پُراسرار طاقت ہی تھی جس نے تہ خانے کو میرے لئے چوہے دان بنانے کی غرض سے اس کے دروازے کو بند کر دیا تھا۔ میں نے جلدی سے بلند آواز میں آیت کریمہ کا ورد شروع کر دیا۔ ایک لمحے کے لئے میں سوچا کہ دروازے کی چٹخنی کھول کر اس پراسرار قید سے نجات حاصل کرنے کے لئے بھاگ کھڑا ہوں لیکن دوسرے ہی لمحے میں نے یہ ارادہ تکر کر دیا۔ سونا گھاٹ کے پجاری تک پہنچ کر بے نیل و مرام واپس لوٹ جانا میری مہم جو طبیعت کے خلاف تھا۔

دل کڑا کر کے میں نے ٹارچ کا رخ دوبارہ تابوت کی طرف کیا تو مجھ پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ سونا گھاٹ کے پُراسرار پجاری کی آنکھوں کی پتلیاں جو کچھ دیر پہلے چھت پر مرکوز تھیں، اب میرے چہرے پر جمی ہوئی تھیں اور اس کے موٹے اور بھدے ہونٹ جو پہلے خشک اور بے جان نظر

آ رہے تھے۔ اب ان پر ایک پُراسرار مسکراہٹ نظر آ رہی تھی یوں جیسے وہ میری موجودہ کیفیت پر مسکرا رہے ہوں۔ میں نے ریوار کے دستے پر اپنی گرفت مضبوط کی اور تیزی سے دو تین قدم پیچھے ہٹ گیا۔ ٹارچ کی تیز روشنی بدستور صندلی تابوت پر پڑ رہی تھی اور میں حیرت سے پھٹی پھٹی نظروں سے سونا گھاٹ کے پجاری موہن لال کو دیکھ رہا تھا جس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ہر لمحے گہری ہوتی جا رہی تھی۔ اس کے بڑی بڑی آنکھیں جو انگاروں کی طرح سرخ ہو رہی تھیں۔ بدستور میرے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔ میں ریوالور کے دستے پر اپنی گرفت مضبوط کئے ہوئے صندلی تابوت سے تھوڑے فاصلے پر ساکت و جامد کھڑا پجاری کے خوفناک وجود کو ٹکٹکی باندھے گھور رہا تھا۔

تہ خانے کے وزنی دروازے کا اپنے آپ سے پُرشور آواز کے ساتھ بند ہو جانا اور مردہ پجاری کی پتلیوں کا یوں اپنے حلقے کے اندر حرکت کرنا، دونوں ہی باتیں میرے لئے حیرت انگیز تھیں۔ ہر چند کہ اپنے والد کے ساتھ میں بڑے بڑے معرکوں میں ثابت قدم رہ چکا تھا لیکن اس وقت جو کچھ میری نگاہوں نے دیکھا، وہ میرے تمام سابقہ تجربوں سے زیادہ پُراسرار تھا۔ خوف اور دہشت کے ملے جلے تاثرات کے زیر اثر میں مبہوت کھڑا پجاری کو دیکھے جا رہا تھا۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب میرا اگلا قدم کیا ہونا چاہئے۔

ابھی میں اپنی جگہ کھڑا سونا گھاٹ کے پُراسرار پجاری موہن لال کے بارے میں کسی آخری نتیجے پر پہنچنے کی کوشش میں مصروف ہی تھا کہ خوف کی ایک لہر میرے وجود پر بری طرح چھا گئی۔ اس بار نہ صرف یہ کہ میں نے پجاری کی ساکت پتلیوں کو دوبارہ حرکت کرتے دیکھا تھا بلکہ اس کی دراز پلکوں کو بھی تیز تیز جھپکتے محسوس کیا تھا۔ کسی مردے کا یوں اپنی آنکھوں کو حرکت دینا میرے لئے سخت حیرت انگیز اور ناقابلِ یقین بات تھی۔

میرے دل میں یہ خیال گزرا کہ تیزی سے پلٹ کر تہ خانے کے دروازے کو کھولوں اور ان پُراسرار حالات سے نجات حاصل کرنے کے لئے بھاگ کھڑا ہوں مگر قبل اس کے کہ میں اپنے ارادے کو عملی جامہ پہناتا، سونا گھاٹ کے پجاری کے جسم میں حرکت ہوئی اور وہ یوں جماہی لیتا ہوا اٹھ بیٹھا جیسے ایک طویل عرصے سے سوتے رہنے کے بعد جاگا ہو۔ اس کی بڑی بڑی سرخ اور خوفناک آنکھیں بدستور میرے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔

''تم...... تم......'' میں نے دل کڑا کر کے پجاری کو مخاطب کرنا چاہا لیکن خوف اور دہشت کے مارے جملے میرے حلق میں ہی پھنس کر رہ گئے۔

سونا گھاٹ کا پجاری میری بوکھلاہٹ پر مسکرایا پھر کسی آسیب کی طرح صندلی تابوت سے نکل کر باہر آ گیا۔ اب وہ میرے سامنے زندہ انسانوں کی طرح مجھے مضحکہ خیز نظروں سے گھور رہا تھا۔ ایک لمحے

کے لئے میں کانپ اٹھا۔ اب تک میں نے پجاری کے بارے میں جو کچھ سن رکھا تھا، وہ ساری باتیں تیزی سے میرے ذہن میں گڈمڈ ہو رہی تھیں۔ مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے میں غنودگی کی کیفیت میں کوئی ڈراؤنا خواب دیکھ رہا ہوں۔ کچھ دیر تک میں اپنے دل کی دھڑکنوں پر قابو پانے کی کوشش کرتا رہا پھر میں نے اپنے حواس بحال کئے اور لرزتی آواز میں بولا۔

''خبردار...... اگر تم نے میرے قریب آنے کی کوشش کی تو میں گولی مار دوں گا۔''

جواب میں پجاری کے ہونٹوں پر کھیلتی ہوئی مسکراہٹ اور گہری ہو گئی۔ میری دھمکی کا اس پر مطلق کوئی اثر نہیں ہوا۔ وہ بڑے اطمینان اور پُروقار انداز میں سینہ تانے کھڑا مجھے گھورتا رہا پھر آہستہ سے بولا۔

''مجھے پورا وشواس تھا افضل بیگ کہ تم یہاں ضرور آؤ گے۔ مجھے تمہارا انتظار بھی تھا۔''

اتنا کہہ کر وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا میری جانب بڑھنے لگا۔ جیسے جیسے وہ آگے بڑھتا میں پیچھے ہٹتا جاتا تھا یہاں تک کہ میں تہ خانے کے دروازے سے جا لگا۔ اب سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہیں تھا کہ میں ریوالور داغ کر اس کے پُراسرار اور ناپاک وجود کو خاک میں ملا دوں۔

''موہن لال۔'' میں نے بڑی مشکل سے اپنی بوکھلاہٹ پر قابو پاتے ہوئے پجاری کو مخاطب کیا۔ ''اگر جان کی سلامتی چاہتے ہو تو میرے قریب آنے کا ارادہ ترک کر دو ورنہ میں تمہیں گولی مار دوں گا۔''

پجاری کے بڑھتے ہوئے قدم رک گئے۔ میں یہی سمجھا تھا کہ میری دھمکی کا خاطر خواہ اثر ہوا ہے لیکن میرا خیال زیادہ دیر تک برقرار نہ رہ سکا۔ پجاری نے بڑے اطمینان سے مسکراتے ہوئے اور ٹھہرتے ہوئے انداز میں کہا۔

''افضل بیگ، میں تم کو اس بات پر آشیرباد دیتا ہوں کہ تم ایک دلیر اور بے خوف منش ہو۔ تمہاری جگہ اگر کوئی اور ہوتا تو راستے کی کٹھناؤں سے گھبرا کر بھاگ جاتا۔ پرنتو تم نے ایسا نہیں کیا۔ میں تمہاری بہادری پر خوش ہوں۔ مجھے یقین تھا کہ تم یہاں تک اوش آؤ گے۔''

''اور اب تم مکاری کی باتیں کر کے مجھے اپنے جال میں پھانسنے کی کوشش کر رہے ہو۔'' میں نے قدرے بھاری آواز میں جواب دیا اور پجاری کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔ ''کیا تمہیں اس بات کا وشواس نہیں ہے کہ اب تمہیں میرے ہاتھوں سے کوئی نہیں بچا سکتا۔''

ایک لمحے کے لئے موہن لال کا چہرہ مارے غصے کا سرخ ہو گیا۔ وہ مجھے شعلہ بار نظروں سے گھورنے لگا لیکن یہ کیفیت بتدریج ختم ہوتی گئی۔

''افضل بیگ۔'' اس نے مسکراتے ہوئے نرم آواز میں کہا۔ ''تم ابھی نادان بالک ہو جو ایسی باتیں کر رہے ہو۔ میری شکتی کا راز جاننے کے لئے تمہیں پورا ایک جیون دان کرنا ہوگا۔ تب کہیں جا کر تم

سمجھ سکو گے کہ میں کون ہوں اور کیا ہوں۔ اگر میری اِچھا نہ ہوتی تو تم یہاں تک کبھی نہ آ سکتے۔ پرنتو میں یہی چاہتا تھا کہ تم میرے چرنوں تک پہنچ جاؤ۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تم یہاں تک کس کی سہائتا پا کر پہنچے ہو۔"

فوری طور پر میرے ذہن میں یہی خیال ابھرا کہ سونا گھاٹ کا پجاری میرے ساتھ مکاری کی باتیں کر رہا ہے تا کہ مجھے باتوں میں الجھا کر کسی طرح ریوالور چھین سکے چنانچہ اس خیال کے تحت میں نے اسے حقارت سے گھورا اور دبنگ آواز میں بولا۔

"موہن لال، تم اب تک جو کچھ کرتے رہے ہو میں بھی تمہاری پُراسرار قوتوں سے زیادہ تمہاری عیاری اور مکاری کا دخل رہا مگر کان کھول کر سن لو کہ میرے اوپر تمہاری باتوں کا کوئی جادو نہ چلے گا۔"

"مورکھ۔" پجاری نے زیرِ لب مسکرا کر کہا پھر بڑے پُروقار انداز میں بولا۔ "تم اگر میرے مہان ہونے پر شک کر رہے ہو تو یہ تمہاری بھول ہے۔ اگر تم چاہو تو میں تمہیں ایک ایک سے کی تمام باتیں بتا سکتا ہوں۔ جس روز تم سونا گھاٹ روانہ ہونے سے پہلے ٹھاکر بلوان سے ملے تھے اس روز سے آج تک کی تمام باتیں میرے علم میں ہیں۔ تم یہ بھی دیکھ چکے ہو کہ موہنی کے سلسلے میں تم نے میری راہ میں جو رکاوٹیں کھڑی کی تھیں، وہ میری شکتی کے آگے بیکار ثابت ہوئی تھیں۔"

"ہو سکتا ہے کہ تم نے میرے کسی ماتحت کو مرعوب کر کے اپنی ناپاک خواہشات کی تکمیل کی ہو۔" میں نے نفرت سے جواب دیا۔

"کیا تم یہ بھول رہے ہو افضل بیگ کہ موہنی تمہارے بند کمرے میں آرام کر رہی تھی۔" پجاری نے مجھے گھورتے ہوئے کہا۔

"مجھے اچھی طرح یاد ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ اس میں بھی میرے ہی کسی آدمی کا ہاتھ شامل رہا ہو گا۔"

پجاری کی آنکھیں دوبارہ سرخ ہو گئیں۔ وہ مجھے ایسی نظروں سے گھور رہا تھا جیسے اس بات کا فیصلہ کر رہا ہو کہ میرے ساتھ اس کا آئندہ برتاؤ کیا ہونا چاہئے لیکن میں نے اس کے گھورنے کی کوئی پروا نہ کی اور بڑی لاپروائی سے بولا۔

"اگر تمہیں تمام باتوں کا علم تھا تو پھر تم نے اپنی شکتی سے اس وقت کیوں کام نہیں لیا جب میں نے جیون داس کو ٹھکانے لگایا تھا۔"

"میری مرضی تھی کہ تم اسے کشٹ پہنچاؤ...... جیون داس نے میری سویکار کی ہوئی استری کو ہاتھ لگا کر گھور پاپ کیا تھا۔ اگر تم نہ آتے تو میں اسے کچل کر رکھ دیتا۔"

"بہت خوب۔" میں نے انتہائی نفرت سے کہا۔ "گویا تم اگر کسی استری کا جیون نشٹ کر دو وہ

تمہارے نزدیک پُن ہے لیکن اگر تمہارا کوئی چیلا یا بھگت اس استری پر بری نگاہ ڈالے تو وہ گھور پاپ کا مرتکب ہو جاتا ہے۔"

"اس چکر میں مت پڑو افضل بیگ۔ پاپ اور پُن کیا ہے، یہ تم نہیں جان سکو گے۔"

"میں ان بے ہودہ باتوں کو سمجھنے کے لئے یہاں نہیں آیا ہوں۔" میں نے کرخت آواز میں کہا۔

"پھر تمہارے من میں کیا ہے؟" پجاری نے مجھے گھورتے ہوئے سوال کیا۔

"میں صرف تمہارا ناپاک وجود ختم کر دینا چاہتا ہوں تا کہ آئندہ تم بھولے بھالے آدمیوں اور معصوم لڑکیوں کے ساتھ اپنا شیطانی ناٹک نہ کھیل سکو۔"

پجاری میری بات سن کر یوں مسکرایا جیسے میں نے کوئی مضحکہ خیز بات کہہ دی ہو۔ چند لمحے کے لئے وہ چپ چاپ کھڑا مجھے گھورتا رہا پھر سپاٹ لہجے میں بولا "مورکھ تجھے نہیں معلوم کہ تو اس سے کس شکتی کے سامنے کھڑا باتیں کر رہا ہے۔ اگر تو میری شکتی کا تماشا دیکھنا چاہتا ہے تو گولی چلا کر دیکھ لے پرنتو یہ سوچ لے کہ اگر تیرے من میں مجھے کشٹ دینے کا خیال بھی ابھرا تو پھر ٹھاکر بلوان کا کہا ضرور پورا ہو گا۔ تجھے ایسی کٹھنائیوں سے گزرنا ہو گا، جس سے تنگ آ کر تو پالتو جانوروں کی طرح میرے چرنوں میں لوٹ لگانے پر مجبور ہو جائے گا۔"

اس خیال سے کہ کہیں موہن لال مجھے بیچ بیچ باتوں میں الجھا کر اپنی کسی پُراسرار شکتی سے کام نہ لے لے میں نے بڑی پھرتی سے ریوالور تانا اور اس کے ننگے سینے کا نشانہ لے کر یکے بعد دیگرے چار فائر جھونک مارے لیکن میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب میں نے ریوالور سے نکلی ہوئی گولیوں کو پجاری کے جسم سے ٹکرا کر پھول بنتے دیکھے۔ میں پھٹی پھٹی نظروں سے ان چاروں پھولوں کو دیکھ رہا تھا، جو موہن لال کے قدموں کے پاس پڑے تھے۔ سونا گھاٹ کا پُراسرار پجاری بدستور سینہ تانے میرے سامنے کھڑا معنی خیز انداز میں مسکرا رہا تھا۔ ہرچند کہ میرے ریوالور کے چیمبر میں دو گولیاں موجود تھیں لیکن پہلی چار گولیوں کا حشر دیکھ کر میں اس قدر سہم گیا تھا کہ باقی دو گولیاں چلانے کی ہمت نہ ہوئی۔

"کس وچار میں ہو افضل بیگ، باقی گولیاں بھی چلا کر اپنے من کی آشا پوری کر لو۔ اس کے بعد میں تمہیں بتاؤں گا کہ میں کون ہوں۔"

دہشت کے مارے میں موہن لال کی بات کا کوئی جواب نہ دے سکا۔ محض تھوک نگل کر رہ گیا۔

"مادھو لال کی آتما کی سہائتا پا کر تم شاید بھول گئے تھے کہ تم ایک مہان شکتی سے ٹکر لینے والے ہو جس کے آگے تمہاری مثال ایسی ہے جیسے شیر کے سامنے گیدڑ کی۔" موہن لال نے اس بار قدرے خشک لہجے میں کہا پھر بولا۔ "تمہیں دوسرے کے دھرم کے معاملات میں ٹانگ اڑانے کی کیا ضرورت تھی۔ تم نے برا کیا جو ایسا دھیان بھی اپنے من میں آنے دیا۔ اگر تم نے مجھے کشٹ دینے کی حماقت نہ کی ہوتی تو

ں تمہیں ایک نادان بالک جان کر ضرور شما کر دیتا۔ پرنتو تم نے میرا کہانہ مانا اس لئے میں تمہیں شما نہیں
ردوں گا۔"

خوف کے مارے میرا برا حال تھا۔ اس لئے میں نے فوراً ہی موہن لال کی بات کا کوئی جواب نہ
۔ اگر موہن لال کی جگہ کوئی بپھرا ہوا آدم خور بھی میرے سامنے ہوتا تو شاید میں دلیری کے ساتھ اس
ے ٹکرا جاتا لیکن جادو ٹونے کے ساتھ الجھنا محض موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا چنانچہ میں کچھ دیر
پ چاپ رہا پھر اپنے حواسوں پر کسی قدر قابو پانے کے بعد کہا۔

"موہن لال، جادو ٹونے اور سفلی کے ذریعے کسی کو نیچا دکھا کر موت کے گھاٹ اتارنا میرے
یک بہادری نہیں بلکہ بزدلی ہے...... اگر تم سچے مرد ہو تو صرف اپنی جسمانی طاقت کو آزماؤ پھر میں
ںوں گا کہ ہم دونوں میں زیادہ طاقت کس کے بازوؤں میں ہے۔"

"ہنہ...... اس کی چنتا مت کرو افضل بیگ، میں تمہیں شریر کی شکتی آزمانے کا موقع بھی ضرور
ں گا۔ پرنتو سب سے پہلے میں نیچ مادھولال کو سزا دوں گا جس نے موہنی کو مار کر میرا اپمان کیا تھا۔"

اتنا کہہ کر موہن لال نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ اس کے ہونٹ تیزی سے ہلنے لگے۔ غالباً وہ
ئی جاپ شروع کر چکا تھا۔ میں کسی بت کی طرح خاموش کھڑا اسے گھورتا رہا اور سوچتا رہا کہ اسے زیر
نے کے لئے کیا کیا جائے۔ پجاری کی پُراسرار اور حیرت انگیز طاقتوں سے جس کا مظاہرہ میں اپنی
ردوں سے دیکھ چکا تھا، ٹکرانا میرے بس کی بات نہیں تھی۔ اگر جذبات کے ہاتھوں بہک کر میں پجاری
ے ٹکرانے کی حماقت کر بیٹھتا تو یقیناً مارا جاتا۔ معاً میرے ذہن میں یہ خیال ایک بار پھر بڑی سرعت
ے ابھرا کہ دروازہ کھول کر دبے قدموں تہ خانے سے نکل جاؤں اور موہن لال سے ٹکرانے کے لئے کسی
رے مناسب موقع کی تاک میں رہوں لیکن نہ جانے وہ کون سی غیر مرئی طاقت تھی جس نے میرے
ں جکڑ رکھے تھے۔ میں چاہنے کے باوجود اپنے ارادے کو تکمیلی جامہ نہ پہنا سکا اور بے بسی کی حالت
ں کھڑا موہن لال کے چہرے کو تکتا رہا۔

دس منٹ تک تہ خانے میں ہولناک سناٹا طاری رہا۔ صرف سونا گھاٹ کے پُراسرار پجاری کے
لنے کی چاپ سنائی دیتی رہی۔ اس کے بعد کچھ ایسی آوازیں گونجنے لگیں جیسے کوئی انتہائی کرب کی حالت
ں آہ و زاری کر رہا ہو۔ کچھ دیر تک میں مبہوت کھڑا ان آوازوں کو سنتا رہا پھر اچانک میں نے اس آواز کو
پہچان لیا۔

"اس آواز کو پہچانتے ہو افضل بیگ......" پجاری نے طنزیہ لہجے میں کہا۔
وہ مادھولال کی آواز تھی جو تہ خانے کے در و دیوار سے ٹکراتی پھر رہی تھی مگر حیرت اس بات کی تھی
ہ خود مادھولال مجھے کہیں نظر آ رہا تھا۔ یہ سمجھ لینے میں مجھے کوئی دشواری پیش نہیں آئی کہ سونا گھاٹ کے

پجاری نے اپنی پُراسرار قوتوں کے ذریعے غریب مادھولال کی بے چین روح کو تہ خانے میں طلب کر
لیا ہے۔

میرے دل کی دھڑکنیں ہر لحظہ تیز ہوتی جا رہی تھیں۔ اچانک سونا گھاٹ کے پجاری نے آنکھیں
کھول دیں۔ ایک نظر مجھ پر ڈالی پھر ایک طرف دیکھتا ہوا بولا۔ "مادھولال، تُو یہاں کس کی آگیا سے آیا
ہے۔"

"میں تمہارے حکم پر آیا ہوں پجاری مہاراج۔ پرنتو میری آتما کو بلانے کا کارن کیا ہے۔"

"کارن پوچھتا ہے...... اپرادھی۔" موہن لال نے غضب ناک لہجے میں پوچھا۔ "پلید......
پہلے تُو نے موہنی کو مارا پھر افضل بیگ کو یہاں تک لانے میں اس کی سہائتا کی اور اب کارن پوچھتا ہے۔"

"مہاراج......" مادھولال کی لرزتی کانپتی آواز ابھری۔ "موہنی میری بیاہتا استری تھی اس لئے
میں نے اس کلنکنی کو......"

"پاپی...... بند کر اپنی گندی زبان۔" موہن لال نے غصے سے گرجتے ہوئے کہا۔ "موہنی کو میں
نے سویکار کیا تھا۔ تُو نے اسے کلنکنی کہہ کر دیوتاؤں کا اپمان کیا ہے۔ اب میں تجھے ایسا کشٹ دوں کہ
تیری آتما بھی ختم ہو جائے گی۔ میں تجھے حکم دیتا ہوں کہ اپنے اصلی روپ میں میرے سامنے آجا۔" تہ
خانے میں صرف موہن لال کی غضب ناک آواز گونج رہی تھی اور عجیب دہشت کا عالم طاری تھا۔

"مہاراج...... شما کر دو۔ شما کر دو مہاراج۔" مادھولال کی روح نے گڑگڑاتے ہوئے کہا۔

"شما کا سمے بیت چکا ہے۔ اب تجھے میری آگیا کا پالن کرنا ہوگا۔" موہن لال نے حقارت سے
کہا۔

اچانک میں نے دیکھا کہ سرمئی رنگ کے دھوئیں کے ہلکے ہلکے بادل روئی کے گالوں کی طرح
سونا گھاٹ کے پجاری کے سامنے جمع ہو رہے ہیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے ان بادلوں نے سمٹ سمٹا کر ایک
انسانی شکل اختیار کر لی۔ یہ مادھولال تھا جو پجاری کے سامنے ہاتھ جوڑے کھڑا دہشت کے مارے کانپ
رہا تھا۔

"بول مادھو...... اب میں تجھے کیا سزا دوں۔"

"پجاری مہاراج...... میری آتما کو شما کر دو۔ بھگوان کی سوگند کھا کر کہتا ہوں کہ اب کبھی تمہارے
کاموں میں دخل نہیں دوں گا۔"

"تجھے شما کرنا ناممکن ہے۔ اب دیوی دیوتاؤں کی مرضی یہی ہے کہ تجھے جلا کر بھسم کر دیا جائے اور
تیری آتما کو بھوانی کے چرنوں میں بھینٹ کر دیا جائے۔ تیری گردن پر میرے بھگت جیون داس کا خون
بھی ہے۔"

"مم..... ما...... مہاراج......" مادھو لال ہکلا کر رہ گیا۔

میں نے دیکھا کہ سونا گھاٹ کا پجاری اپنی بڑی بڑی خوفناک نگاہوں سے جن سے نفرت کی چنگاریاں پھوٹ رہی تھیں، مادھو لال کو گھور رہا تھا اور مادھو لال قربانی کے بکرے کی طرح اس کے روبرو کھڑا سرتاپا لرز رہا تھا۔ میں اپنے دل میں سوچ رہا تھا کہ غریب مادھو لال کے ساتھ جو کچھ گزر رہی ہے، اس کی ذمے داری میرے اوپر ہے اور اب یہ میرا فرض ہے کہ اس کی روح کو پجاری کے قہر سے نجات دلاؤں مگر قبل اس کے کہ میں کوئی ترکیب سوچ پاتا موہن لال نے بڑے جلال کی حالت میں اپنا سیدھا ہاتھ مادھو لال کی طرف اٹھایا۔ دوسرے ہی لمحے جو منظر میری آنکھوں نے دیکھا اس سے میرے رہے سہے اوسان بھی خطا ہو گئے۔ میں نے سونا گھاٹ کے پجاری کے اٹھے ہوئے ہاتھ کی انگلیوں سے نیلے پیلے شعلوں کو خارج ہو کر مادھو لال کی طرف لپکتے دیکھا جنہوں نے پلک جھپکتے میں اس غریب کے وجود کو اپنے گھیرے میں لے لیا اور جلا کر بھسم کر ڈالا۔ اس منظر کو دیکھ کر میں خوف سے کانپ اٹھا۔ سہمی سہمی نظریں اٹھا کر میں نے موہن لال کو دیکھا جس کے ہونٹوں پر اب بڑی زہریلی مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔ نیلے پیلے شعلے مادھو لال کی آتما کو جلا کر غائب ہو چکے تھے۔

"کیوں افضل بیگ، کیا خیال ہے تمہارا۔ کیا اب بھی تم کو میری شکتی کے مہان ہونے پر شبہ ہے۔" اس نے مجھے مخاطب کر کے نرمی سے پوچھا۔

"موہن لال۔" میں نے خوف سے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔ "جہاں تک تمہاری پُراسرار قوتوں کا تعلق ہے، میں انہیں مانے لیتا ہوں لیکن یہ بھی یاد رکھو کہ ایک دن تمہارا بھگوان تمہیں ان پاپوں کی سزا ضرور دے گا جو اب تک تم سے سرزد ہو چکے ہیں۔"

"موہنی کی بات کر رہے ہو۔" موہن لال نے میری خوف زدہ حالت پر مسکراتے ہوئے کہا پھر یکلخت سنجیدگی اختیار کر کے بولا۔ "تم ابھی نادان ہو۔ تم بغیر گیان دھیان کے پاپ اور پُن کا فرق نہیں جان سکتے۔ اس کے لئے تمہیں ابھی برسوں پاپڑ بیلنے ہوں گے۔ تب جا کر کہیں تمہیں معلوم ہو گا کہ دیوی دیوتاؤں اور بلوانوں کی ڈنڈوت کرنے سے منش امر ہو جاتا ہے اور جو منش امر ہو جائے اس کے لئے پاپ اور پُن کا فرق مٹ جاتا ہے۔"

"کیا تمہیں یقین ہے کہ موہنی کی روح تمہیں معاف کر دے گی۔"

"موہنی۔" سونا گھاٹ کے پجاری نے اپنی زبان ہونٹوں پر پھیرتے ہوئے آہستہ سے کہا پھر آنکھیں بند کر کے کوئی دوسرا جاپ کرنے لگا۔ میں گنگ سا کھڑا اسے دیکھے جا رہا تھا۔

کچھ دیر تک تہ خانے میں موت کا سکوت طاری رہا پھر یکلخت میں حیرت زدہ ہو کر اچھل پڑا اور پھٹی پھٹی نظروں سے موہنی کو دیکھنے لگا جو سرخ ساری میں ملبوس سرتاپا قیامت بنی سونا گھاٹ کے پجاری

کے برابر کھڑی تھی۔ اس کی خوب صورت اور کشادہ پیشانی پر سرخ رنگ کی بندیا جھلملا رہی تھی۔ میں موہنی کو پہلے بھی کئی بار دیکھ چکا تھا لیکن اتنی خوب صورت وہ مجھے پہلی کبھی نظر نہ آئی تھی، جتنی اس وقت لگ رہی تھی۔

موہن لال نے آنکھیں کھول کر مجھے دیکھا پھر موہنی کو بڑے پیار سے مخاطب کیا۔

"موہنی۔"

"جی مہاراج۔" موہنی نے نظریں جھکائے جھکائے نرم آواز میں کہا۔

"کیا میں نے تمہیں کبھی کوئی کشٹ دیا ہے۔"

"کیسی باتیں کرتے ہیں مہاراج۔ میں تو آپ کے چرنوں کی داسی ہوں۔"

"افضل بیگ کا خیال ہے کہ میں نے تمہارے ساتھ پاپ کیا ہے۔"

"وہ مورکھ کیا جانے مہاراج کہ پاپ کیا ہوتا ہے۔" موہنی خوابیدہ آواز میں بولی۔

"تمہیں اپنے پتی کی موت کا کوئی افسوس تو نہیں ہے۔" موہن لال نے کسی قدر نرم آواز میں پوچھا۔

"نہیں۔" موہنی نے شرماتے لجاتے ہوئے جواب دیا۔ "اب تو تم ہی میرے پتی دیو اور دیوتا سمان ہو۔"

"اچھا موہنی۔ تم اب جاؤ۔" سونا گھاٹ کے پجاری نے بڑے پیار سے کہا۔ "میں افضل بیگ کو تمہارے درشن کرانا چاہتا تھا۔"

دوسرے ہی لمحے موہنی کا وجود میری نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ میں ہکا بکا کھڑا موہن لال کا منہ تکنے لگا اور دل ہی دل میں اس وقت کو گالیاں دینے لگا جب میں نے اس کے راز کو معلوم کرنے کی ٹھان لی تھی۔

"افضل بیگ۔" موہن لال نے کچھ توقف سے مجھے مخاطب کیا۔ "اس دھیان کو اپنے من سے نکال دو کہ تم کبھی میری شکتی کا راز پا سکو گے۔ مجھے پتا ہے کہ تمہارے دل میں اس سمے کیا ہے۔ پرنتو کان کھول کر سن لو کہ اب کوئی شکتی تمہیں ان کٹھناؤں سے چھٹکارا نہیں دلا سکتی جو تمہارے بھاگ میں لکھی جا چکی ہیں۔ یہی بات تو تم سے ٹھاکر بلوان نے بھی کہی تھی کہ کبھی بھولے سے بھی من میں مجھے کشٹ دینے کا دھیان نہ لانا۔"

مجھے ٹھاکر مہاراج کی کہی ہوئی تمام باتیں یاد آ گئیں۔ انہوں نے ہیڈ کوارٹر سے روانگی کے وقت یہی پیش گوئی کی تھی کہ اگر میں نے سونا گھاٹ کے پجاری کو کشٹ دینے کی ٹھانی تو میں ہزاروں مصیبتوں میں گرفتار ہو جاؤں گا۔ دوسری صورت میں، میں بے پناہ قوتوں کا مالک بن سکتا ہوں۔ ٹھاکر مہاراج کی

پیش گوئی کے مطابق مجھے ایسی شکتی حاصل کرنے کے لئے جس کے آگے دیوی دیوتاؤں اور بلوانوں کی شکتی بھی ہیچ ہو، بڑی بڑی قربانیاں دینی پڑیں گی۔ بڑے بڑے خطروں کو قبول کرنا ہوگا اور ان پُر اسرار قوتوں کو حاصل کرنے کے لئے اپنا مذہب تک بدلنا ہوگا۔

میں ابھی ان باتوں پر غور کر ہی رہا تھا کہ موہن لال نے جس کے تیور اب رفتہ رفتہ خطرناک ہوتے جا رہے تھے، میرے قریب آتے ہوئے ٹھوس آواز میں کہا۔

''افضل بیگ، تمہارے پاس اب اس کے سوا اور کوئی اوپائے نہیں ہے کہ میرے سیوک بن جاؤ اور جو کچھ میں کہوں اس پر آنکھ بند کر کے عمل کرتے رہو۔''

''اور اگر ایسا کرنے سے انکار کر دوں تو؟'' میں نے بہ مشکل کانپتی ہوئی آواز میں پوچھا۔

''انکار۔'' سونا گھاٹ کا پجاری میرا جملہ سن کر مسکرایا پھر مجھے سرخ سرخ نگاہوں سے گھور کر کہنے لگا۔ ''افضل بیگ، انکار کی مجال ہے تمہارے اندر۔ تم چونکہ میری شکتی سے ابھی واقف نہیں ہو اس لئے ایسی باتیں کر رہے ہو ورنہ میرے سیوک اور چیلوں نے بھی میرے کسی حکم سے منہ پھیرنے کی ہمت نہیں کی۔''

''تم مجھ سے چاہتے کیا ہو۔'' میں نے بڑی بے بسی سے پوچھا۔

''یہی کہ تم میری بھگتی قبول کر لو اور میں جو راہ تم کو بتاؤں اس پر آنکھ بند کر کے چلتے رہو۔ پرنتو ایک بات بہت ضروری ہے۔'' وہ میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا۔ ''تم میرے سیوک اسی صورت میں بن سکو گے جب اپنا دھرم بدل کر، میرا دھرم اپنا لو گے۔''

''یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔'' مذہب کا نام سنتے ہی میرا خون کھول اٹھا۔ میں نے اسے نفرت سے گھورتے ہوئے کہا۔ ''اگر مرد ہو تو اپنے جاپ اور اناپ شناپ چھوڑ کر میرے مقابلے پر آ جاؤ۔''

''میں بالکوں کی باتوں کا برا نہیں مانا کرتا افضل بیگ، پرنتو تمہیں اپنا دھرم تو ہر حالت میں بدلنا ہوگا۔ یہی میری اچھا ہے اور دیوی دیوتاؤں کی مرضی بھی یہی ہے۔''

''ایسا تمام زندگی نہیں ہو سکتا۔ تم چاہو تو مجھے اپنی ناپاک اور گندی قوتوں کا شکار بنا ڈالو لیکن مرتے دم تک اپنا مذہب نہیں ترک کروں گا۔''

''نادانی سے کام مت لو افضل بیگ۔'' موہن لال نے مجھے سمجھانا چاہا۔ ''جو فیصلے ترنت (جلدی) کئے جاتے ہیں۔ ان پر منش کو بعد میں پچھتانا بھی پڑتا ہے۔ ویسے بھی مجھ سے ٹکر لینا تم جیسے لوگوں کے بس کا روگ نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں جوش سے کام نہ لو اور میری آگیا کا پالن کرتے ہوئے ایک اچھے سیوک کی طرح میرے چرنوں میں جھک جاؤ۔ میں وچن دیتا ہوں کہ اگر تم نے میرا کہا مانا تو میں تم کو اپنی چوتھائی شکتی دان کر دوں گا۔ دوسری صورت میں مجھے مجبوراً تمہیں کشٹ دے کر رام کرنا پڑے گا۔ تم قسمت کے دھنی ہو جو میں تم سے بات کر رہا ہوں۔''

مذہب کی تبدیلی کے تصور نے میرے بدن میں آگ لگا دی تھی۔ جوش کے مارے میں سرتا پا لرز رہا تھا۔ موہن لال کی بات سن کر میں نے حقارت بھرے لہجے میں کہا۔

''موہن لال، تم اپنی جس شکتی کو چاہو آزما کر دیکھ لو لیکن اپنے ناپاک منصوبے میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکو گے۔''

''ابھی سمے ہے۔ ایک بار پھر سوچ وچار کر لو افضل بیگ۔''

''میں اس سلسلے میں کچھ سوچنا بھی گناہِ عظیم سمجھتا ہوں۔'' میں نے نفرت سے جواب دیا اور غصے کی حالت میں اپنا نچلا ہونٹ کاٹنے لگا۔ اگر میرے بس میں ہوتا تو شاید اس وقت موہن لال کی تکا بوٹی کر ڈالتا۔

میرا جواب سن کر سونا گھاٹ کا پجاری ایک لمحے تک خاموش کھڑا کچھ سوچتا رہا پھر اس کے ہونٹ آہستہ آہستہ ہلنے لگے۔ وہ کوئی جاپ کر رہا تھا مگر اس بار اس نے اپنی آنکھیں بند نہیں کی تھیں۔ میں غصے کے عالم سے اسے تکے جا رہا تھا لیکن اس کے ساتھ ہی کسی نئی آفت کا خیال بھی مجھے پریشان کر رہا تھا۔

اچانک موہن لال نے جاپ ختم کر کے اپنے دونوں ہاتھ فضا میں بلند کئے اور اپنی انگلیوں کو جھٹکنا شروع کر دیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے میرے چاروں طرف آگ کے شعلے لپکنے لگے جن کی تپش میں اپنے جسم پر محسوس کر رہا تھا۔ میں اس افتاد پر بری طرح گھبرا گیا۔ فرار کی تمام راہیں اب میرے لئے مسدود ہو چکی تھیں۔ بھڑکتے ہوئے شعلوں کا ہالہ ہر لمحے تنگ ہوتا جا رہا تھا۔ کچھ دیر تک میں آگ کی تپش برداشت کرتا رہا پھر میری قوت برداشت جواب دے گئی۔ زندگی کو برقرار رکھنے کی تمنا میرے جوش پر غالب آ گئی تو میں نے خوف زدہ آواز میں چلا کر کہا۔

''موہن لال...... خدا کے لئے ان شعلوں کو دور کرو نہیں تو میں مر جاؤں گا۔''

''کیا تم میرے سیوک بننے کو تیار ہو؟''

''ہاں...... ہاں......'' میں نے پوری قوت سے چیختے ہوئے جواب دیا اور بوکھلا کر آنکھیں بند کر لیں۔

میرا سارا جسم جیسے جھلس کر رہ گیا تھا۔ بھڑکتے ہوئے شعلوں کو اپنے اتنے قریب لپکتا دیکھ کر میں نے گھبرا کر آنکھیں بند کر لی تھیں۔ میرے پورے بدن میں شدید جلن ہو رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد جب موہن لال کے کہنے پر میں نے دوبارہ آنکھیں کھولیں تو آگ کے شعلے غائب ہو چکے تھے۔ میں نے اپنے پورے جسم پر نظر ڈالی تو...... میرے حلق سے گھٹی گھٹی سی چیخ نکل گئی۔ میرا تمام بدن نہ صرف یہ کہ بری طرح جھلس گیا تھا بلکہ بڑے بڑے آبلے بھی پڑ گئے تھے۔ بے بسی کے احساس نے شدت اختیار کی تو میری آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ میں نے موہن لال کی طرف دیکھا۔ وہ مردود ابھی تک میرے

سامنے سینہ تانے کھڑا تھا۔ اس کے ہونٹوں پر نظر آنے والی معنی خیز مسکراہٹ مجھے اپنا مذاق اڑاتی نظر آ رہی تھی۔ میں غصے کے عالم میں دانت پیس کر رہ گیا۔

"افضل بیگ......" سونا گھاٹ کے پجاری نے کچھ دیر بعد مجھے مخاطب کیا۔ "مجھے پتا تھا کہ تم بہت جلد میرا کہا مان لو گے۔"

میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ آبلوں کے اندر ہونے والی ٹیسیں اس قدر اذیت ناک تھیں کہ انہیں برداشت کرنا مشکل تھا لیکن کسی نہ کسی طرح میں اپنے ہونٹ سختی سے بند کئے ہوئے درد کی شدت کو ضبط کئے جا رہا تھا۔

معاً ایک ترکیب میرے ذہن میں تیزی سے ابھر آئی۔ میں نے سوچا کہ اس وقت مصلحت کے پیش نظر میں موہن لال سے جھوٹے سچے وعدے کر کے اسے رام کر لوں تو یہ بات میرے حق میں زیادہ بہتر ثابت ہوگی۔ رہا مذہب تبدیل کرنے کا معاملہ تو میرا خدا گواہ ہے کہ میں اس پر مطلق تیار نہ تھا۔ ایک لمحے کے لئے میں نے اپنی سوچی ہوئی اسکیم پر غور کیا پھر اس میں تھوڑی رد و بدل کی اور موہن لال کو مخاطب کر کے بولا۔

"میں تمہارا کہا ماننے کو تیار ہوں لیکن کیا تمہارے اندر اتنی شکتی نہیں کہ مجھے ان آبلوں سے نجات دلا سکو۔"

موہن لال میری بات سن کر مسکرایا۔ اس کی مسکراہٹ بے حد پُراسرار تھی۔ مجھے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ میرے دل کا بھید جان چکا ہے۔ ایک لمحے تک وہ مسکراتی نظروں سے مجھے دیکھتا رہا پھر اس نے کچھ جاپ پڑھ کر میری طرف پھونکا اس کا پھونکنا تھا کہ یکلخت میرے جسم کے تمام آبلے غائب ہو گئے اور ٹیسیں بھی ختم ہو گئیں۔ داغ دھبوں کا کوئی معمولی سا نشان بھی باقی نہ رہا۔ میں پہلے جیسا چاق و چوبند ہو گیا۔

اطمینان کا سانس لے میں اس سوچ میں پڑ گیا کہ اب کس طرح موہن لال سے گلوخلاصی حاصل کی جائے۔ اس کی پُراسرار قوت کے جو مظاہرے میں اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا تھا، اس کے بعد آسانی سے اس موذی کے چنگل سے بچ نکلنا محال ہی تھا پھر بھی میں نے امید کا دامن نہیں چھوڑا۔ اس وقت مجھے ٹھاکر مہاراج کے وہ جملے بھی یاد آ رہے تھے جو انہوں نے ہیڈ کوارٹر سے میری روانگی کے وقت بڑے وثوق سے کہے تھے۔ ٹھاکر مہاراج نے کہا تھا کہ میری زندگی میں ایک وقت ایسا بھی آئے گا جب میری زبان سے نکلی ہوئی ہر بات پتھر کی لکیر ثابت ہوگی اور میری ہر خواہش پلک جھپکتے میں پوری ہو جایا کرے گی۔ میں ابھی انہی خیالات میں مستغرق تھا کہ موہن لال نے کہا۔

"افضل بیگ، اب تم کس سوچ و چار میں پڑے ہو۔"

"میں ٹھاکر مہاراج کے بارے میں سوچ رہا ہوں۔ جنہوں نے میرے بارے میں زمین آسمان کے قلابے ملائے تھے۔" میں نے جان بوجھ کر قدرے نفرت بھرے انداز میں جملے ادا کئے۔

"تمہارے ٹھاکر مہاراج کا کہا ضرور پورا ہوگا۔ پرنتو اس کے لئے تمہیں میرے کہنے پر چلنا ہوگا۔"

"کیا تم سوچنے کے لئے کچھ مہلت نہیں دے سکتے۔" میں نے دبی زبان میں کہا۔

"مورکھ۔" موہن لال نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ "منش جات کی بھلا کیا شکتی ہے کہ وہ دیوی دیوتاؤں سے اپنے من کا بھید چھپا سکے۔ میں جانتا ہوں کہ تم کس طرح سوچ رہے ہو۔ تم اپنے بچاؤ کی خاطر میرے ساتھ دغا کرنے کی ٹھان چکے ہو۔ پرنتو تم اپنی چالاکی میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔"

سونا گھاٹ کے پجاری کا جملہ سن کر میں بری طرح بوکھلا گیا۔ مجھے حیرت تھی کہ آخر وہ میرے دل کی بات کیوں کر تاڑ گیا۔ امید کی ایک کرن جو اب تک میرے دل میں روشن تھی، وہ بھی جاتی رہی۔ میں نے ایک بار پھر دل کڑا کر کے کہا۔

"موہن لال، تم اگر چاہو تو میں ایک غلام کی طرح تمام زندگی تمہاری خدمت کرنے پر تیار ہوں لیکن جہاں تک اپنا مذہب چھوڑ کر تمہارا دھرم اپنانے کا سوال ہے تو اس کے لئے تیار نہیں ہو سکتا۔"

"نادانی کی باتیں مت کرو افضل بیگ۔ میرے بتائے ہوئے راستوں پر چل کر تم بلوانوں جیسی شکتی کے مالک بن سکتے ہو۔ سارا جیون سکھ اور چین سے گزار سکتے ہو۔" موہن لال نے مجھے گھورتے ہوئے کہا۔ "میں ایک بار پھر تم کو وچن دیتا ہوں اگر تم میرا کہا مان لو تو میں تم کو اپنی چوتھائی شکتی دان کر دوں گا۔ تمہارے لئے عیش ہی عیش ہے۔ پرنتو اگر تم نے ہٹ دھرمی سے کام لیا تو سارا جیون کشٹ اٹھاؤ گے۔"

میں عجیب الجھن میں مبتلا تھا۔ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کروں؟ مذہب تبدیل کرنے کا تصور بھی ذہن میں ابھرتا تو جوش سے میرا چہرہ تمتما اٹھتا تھا۔

"پاپ اور پُن کے چکروں میں مت پڑو افضل بیگ۔" موہن لال مجھے خاموش پا کر بولا۔ "یہ سب اس دھرتی پر منش کے بنائے ہوئے ڈھکوسلے ہیں۔"

"ہو سکتا ہے، تم ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن میں اپنا مذہب نہیں بدلوں گا۔ یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔"

"تمہاری مرضی۔" موہن لال نے اس بار خشک آواز میں جواب دیا پھر سنجیدگی سے بولا۔ "تمہیں سوچ وچار کے لئے سمے کی ضرورت ہے جو میں تمہیں دے سکتا ہوں...... چلو اب اپنی آنکھیں بند کر لو تا کہ میں تم کو یہاں سے باہر پہنچا دوں۔"

میں نے بلا کسی چوں چرا کے آنکھیں بند کر لیں۔ پانچ منٹ بعد میں نے موہن لال کے کہنے پر دوبارہ آنکھیں کھولیں تو خود کو ایک ویران پہاڑی پر پایا جہاں دور دور تک کسی آدم زاد کا نام و نشان نہ

نہ آتا تھا۔ ہر طرف پہاڑی سلسلہ نظر آ رہا تھا جس میں بڑے بڑے بھیانک غار منہ پھاڑے دکھائی دے رہے تھے۔ اپنے والد کے ساتھ رہ کر میں نے ہندوستان کے قریب قریب تمام جنگلات اور پہاڑی علاقے دیکھ رکھے تھے لیکن اس وقت میں جس پہاڑ پر موجود تھا وہ میرے لئے بالکل نیا تھا۔ کچھ دیر تک میں ہکا بکا کھڑا اطراف کے خوف ناک ماحول کا جائزہ لیتا رہا۔ پھر میں نے موہن لال کی طرف دیکھا تو خوف سے میرا جسم تھرا گیا۔

سونا گھاٹ کے پجاری کے ہونٹوں پر بڑی مکروہ اور عیارانہ مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔

''تم مجھے یہاں کہاں لے آئے ہو۔'' میں نے اپنے حواس پر قابو پاتے ہوئے پوچھا۔

''سوچ وچار کرنے کے لئے یہ جگہ تمہارے لئے بہت مناسب رہے گی۔'' موہن لال نے خشک آواز میں جواب دیا۔

''گویا تم نے میرے ساتھ دغابازی سے کام لیا ہے۔''

''افضل بیگ!'' اچانک موہن لال کا چہرہ مارے غصے کے سرخ ہو گیا۔ وہ مجھے اپنی خوفناک آنکھوں سے گھورتا ہوا بولا۔ ''تم نے میرا اپمان کر کے دیوی دیوتاؤں کو ناراض کیا ہے۔ اب اس کشٹ کے لئے تیار ہو جاؤ جو تمہارے بھاگ میں لکھے جا چکے ہیں۔ میں دیکھوں گا کہ تم کب تک اپنے دھرم سے منہ نہیں موڑتے۔''

موہن لال کا لہجہ اتنا سرد اور دہشت زدہ کرنے والا تھا کہ مجھے جھری جھری آ گئی پھر قبل اس کے کہ میں کوئی جواب دیتا، مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے میرے جسم پر چیونٹیاں رینگ رہی ہیں۔ گھبرا کر میں نے اپنے جسم پر نظر ڈالی تو خوف سے چیخ پڑا۔ چھوٹی چھوٹی سرخ چیونٹیاں میرے پورے جسم سے چمٹی میرا گوشت کھانے میں مصروف تھیں۔ بوکھلا کر میں نے اچھلنا کودنا شروع کر دیا اور جلدی جلدی ان موذی چیونٹیوں کو مارنے لگا جو سوئیوں کی طرح میرے رگ و ریشے میں چبھ رہی تھیں۔ میری کیفیت اس وقت بالکل اس دیوانے جیسی تھی جو شریر لڑکوں کے غول میں گھر گیا ہو اور اپنے بچاؤ کے لئے اچھل کود کر رہا ہو۔

موہن لال تھوڑے فاصلے پر کھڑا مسکرا رہا تھا۔ میں اپنے ہی ہاتھوں سے...... اپنے جسم کو نوچنے کھسوٹنے پر مجبور ہو گیا۔ کرب کی حالت میں، میں دیوانہ وار چیخ چلا رہا تھا اور سنگلاخ پتھروں پر ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہا تھا جس کی وجہ سے میرا جسم جگہ جگہ سے لہولہان ہو گیا تھا۔ اچانک اس اذیت کے عالم میں موہن لال کی آواز میرے کانوں سے ٹکرائی۔ وہ مجھ سے کہہ رہا تھا۔

''افضل بیگ۔ اگر تم اپنا تھوڑا سا خون چکھ لو تو اس مصیبت سے چھٹکارا پا لو گے۔''

میں نے زمین پر تڑپتے ہوئے موہن لال کی طرف دیکھا پھر بے اختیار اسے مغلظات بکنے لگا۔ جس اذیت میں، میں اس وقت مبتلا تھا۔ اس کا تصور آج بھی کبھی میرے ذہن میں ابھرتا ہے تو خوف

کے مارے میرے جسم کے تمام رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

بہر حال میں سونا گھاٹ کے پجاری کو گالیاں بکتا رہا اور ان چیونٹیوں کو مارتا رہا جو مجھے شدید اذیت میں مبتلا کئے ہوئے تھیں۔ خاصی دیر تک میں اس عذاب سے چھٹکارا پانے کے لئے ہاتھ پاؤں مارتا رہا۔ پہاڑ کے نوکیلے پتھر میرے جسم کو لہولہان کر رہے تھے۔ رفتہ رفتہ میری قوت مدافعت کمزور پڑنے لگی۔ میرے ہاتھ بری طرح شل ہو کر پھوڑے کی طرح دکھنے لگے۔ جسم کے زخموں میں جہاں جہاں مٹی بھر گئی تھی وہاں درد کی ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔ میری آنکھوں کے نیچے اندھیرا پھیلنے لگا۔ میں نے موت اور زندگی کے درمیانی فاصلے کو گھٹتے محسوس کیا تو زندہ رہنے کی خواہش تڑپ اٹھی اور میں نے بے اختیار اپنے ہاتھ سے رستے ہوئے خون کو ہونٹوں سے لگا لیا۔ اس وقت نہ تو مجھے کسی کراہت کا احساس باقی رہ گیا تھا، نہ ہی کچھ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت موجود تھی۔ زندگی کی رمق کو باقی رکھنے کی تمنا نے ہر احساس کو مٹا دیا تھا۔

موہن لال نے غلط نہیں کہا تھا۔ خون کا مزہ چکھتے ہی جسم سے لپٹی ہوئی چونٹیاں غائب ہو گئیں اور سوزش میں کمی آ گئی لیکن میں اس قدر نڈھال ہو گیا تھا کہ اپنے پیروں پر اٹھ کر کھڑے ہونے کی ہمت باقی نہ رہی تھی۔ ناہموار اور سنگلاخ پہاڑ پر بڑا بے بسی سے موہن لال کو دیکھتا رہا جس کے بھدے اور مکروہ ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔

''تم نے دیکھا افضل بیگ کہ منش کتنا نیچ اور گھٹیا ہوتا ہے۔ دھرم کے کارن جیو ہتیا کر لینے کے بجائے خود اپنے ہی شریر کا خون پی لیتا ہے۔'' موہن لال کہہ رہا تھا۔ ''اپنا جیون بچانے کی خاطر منش کو سب کچھ کرنا پڑتا ہے اس لئے کہ جیون سے زیادہ کوئی چیز پیاری نہیں ہوتی۔''

میں نے نفرت سے اپنی نگاہیں دوسری سمت پھیر لیں۔ سونا گھاٹ کا پجاری جس انداز میں مجھے اپنے مکروہ فریب کے جال میں پھنسانا چاہ رہا تھا، وہ میں اچھی طرح سمجھ رہا تھا لیکن اس وقت نقاہت کے مارے میرا اتنا برا حال تھا کہ میں اس کی باتوں کا جواب دینے سے بھی قاصر تھا۔

''افضل بیگ...... میں اگر چاہتا تو تم کو اسی وقت جلا کر بھسم کر ڈالتا۔ جب تم نے میری شکتی کا راز جاننے کے لئے اپنے من میں ٹھانی تھی۔ پرنتو دیوی دیوتاؤں کی اچھا یہی تھی کہ تم کو سویکار کر لیا جائے۔''

موہن لال نے سخت لہجے میں کہا۔ ''کان کھول کر سن لو کہ اب تم کو ہمارا دھرم اپنانا ہوگا اور گنیش دیوتا اور پاربتی دیوی کے لئے جاپ کرنا ہوگا جس کے بعد تم ایک دن مہان شکتی حاصل کرو گے مگر اس سے پہلے تمہیں بڑی بڑی کٹھناؤں سے گزرنا ہوگا اور کشٹ اٹھانا ہوگا۔''

اتنا کہہ کر موہن لال آگے بڑھا اور میرا ہاتھ پکڑ کر ایک غار کی طرف بڑھنے لگا۔ میرے زخموں میں شدید ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔ میرا لہولہان جسم دوبارہ پتھروں پر رگڑا تو میں درد و کرب سے چیخ اٹھا اور

موہن لال کے آگے گڑگڑانے لگا۔

"خدا کے لئے موہن لال مجھے اس بے دردی سے نہ گھسیٹو، رحم کرو۔"

"رحم کرنے کا سمے بیت چکا ہے افضل بیگ، اب اگر تم موت کی آشا کرو گے تو وہ بھی نہیں آئے گی۔"

میں درد کے مارے چیختا رہا، چلاتا رہا لیکن سونا گھاٹ کے پجاری پر اس آہ وزاری کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ وہ مجھے گھسیٹتا ہوا ایک قریبی غار میں لے گیا اور ایک طرف ڈال دیا۔ تکلیف کے باعث میرا جوڑ جوڑ دکھ رہا تھا۔ کسی کروٹ چین نہ آتا تھا، پیاس کے مارے میرے حلق میں کانٹے پڑ رہے تھے لیکن اب مجھ میں اتنی سکت بھی نہ رہ گئی تھی کہ موہن لال سے پانی بھی مانگ سکوں۔

میرے ذہن پر موت کی ہولناک غنودگی طاری ہو رہی تھی۔ جب تک جسم میں سکت رہی، میں زندگی کو بچانے کے خاطر ہاتھ پاؤں مارتا رہا۔ اس کے بعد میرا ذہن تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔

مجھے کچھ یاد نہیں کہ میں کتنی دیر تک بے ہوش رہا۔ ہوش آنے پر میں نے خود کو اسی غار میں پایا جہاں سونا گھاٹ کا پجاری مجھے گھسیٹ لایا تھا۔ غار کے باہر سورج کی روشنی پھیلی دیکھ کر مجھے اتنا اندازہ ضرور ہو گیا کہ میں ساری رات بے ہوش رہا ہوں۔

میرا ذہن اس وقت بھی بوجھل ہو رہا تھا۔ میرے جسم پر جا بجا گہری خراشیں موجود تھیں۔ موہن لال نے جس بے دردی سے مجھے سنگلاخ اور ناہموار پہاڑی راستوں پر گھسیٹا تھا، اس کا خیال آتے ہی مجھے جھرجھری آ گئی اور زخموں میں ہونے والی ٹیسوں کا احساس دوچند ہو گیا۔ بھوک اور پیاس کے مارے میرا برا حال تھا لیکن جسم میں اتنی سکت نہیں تھی کہ میں اٹھ کر خورد و نوش کی تلاش میں کہیں جا سکتا۔

اپنی کس مپرسی پر مجھے رہ رہ کر رونا آ رہا تھا۔ اس خیال سے کہ میں اپنے دوست احباب سے دور اس ویران اور سنسان پہاڑی غار میں بھوک پیاس کی شدت سے تڑپ تڑپ کر اور ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جاؤں گا اور میری گلی سڑی لاش کو گدھ نوچتے کھسوٹتے پھریں گے، میں تڑپ اٹھا۔ جینے کی خواہش دم توڑتے انسانوں کو بھی ہاتھ پاؤں مارنے پر مجبور کر دیتی ہے چنانچہ میں اپنی تمام قوت یکجا کر کے کراہتا ہوا اٹھا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا غار کے دہانے تک آ گیا۔ یہاں کھڑے ہو کر میں نے پانی کی تلاش میں ادھر ادھر نظریں دوڑائیں لیکن ہر سمت اونچی نیچی پہاڑیوں کے سوا دور دور تک کچھ اور نظر نہ آیا۔

مایوسی کے احساس نے مجھے چیخنے چلانے پر مجبور کر دیا۔ میں سمجھ رہا تھا کہ اب میرا برا وقت آ گیا ہے۔ موہن لال کے بارے میں جو کچھ میں نے سنا تھا، وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا تھا۔ سونا گھاٹ کا پُراسرار پجاری حقیقت میں حیرت انگیز قوتوں کا مالک تھا۔ جس انداز میں اس نے مادھو لال کی روح کو

مندر کے تہ خانے میں طلب کر کے راکھ کے ڈھیر میں بدل دیا تھا، وہ میرے لئے تعجب خیز تھا۔ موہنی کے ضمن میں بھی میرے اوپر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹے تھے۔ اسے میری موجودگی میں چتا کی آگ میں جلا دیا گیا تھا لیکن موہن لال نے اسے دوبارہ انسانی روپ میں بلا کر اس سے پیار بھری باتیں کی تھیں، اگر یہ باتیں میں نے کسی اور کی زبانی سنی ہوتیں تو شاید کبھی ان پر یقین نہ کرتا لیکن میں موہن لال کی پُراسرار شکتی کے تمام کرشمے اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا تھا۔ میرے پاس سوائے اس کے کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا کہ میں بلا کسی چوں وچرا کے اس کی بات مان لوں اور خود کو حالات کے حوالے کر دوں۔

ابھی میں سونا گھاٹ کے پجاری کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک میری نظر ایک پہاڑی بکرے پر پڑی جو خدا جانے کہاں سے زخمی ہو کر بھاگتا ہوا میرے غار میں پناہ لینے کی غرض سے گھس آیا تھا۔ بکرے کو دیکھ کر بھوک کی شدت میں اضافے کے ساتھ ہی میرے جسم میں زندگی کی حرارت بھی عود کر آئی۔ میں اپنے جسم کو حرکت دئے بغیر کن انکھیوں سے بکرے کو دیکھنے لگا جو زمین پر پڑا ہاتھ پاؤں مار رہا تھا۔ چند ساعتوں تک میں ساکت و جامد کھڑا رہا پھر جب میں نے محسوس کیا کہ اس کے جسم سے ڈھیروں خون نکل چکا ہے اور اس کی زندگی کا چراغ کسی لمحے بجھنے والا ہے تو میری خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ رہا۔ میں کسی نہ کسی طرح رینگتا ہوا غار سے باہر نکلا اور ایک وزنی پتھر اٹھا کر بڑی مشکلوں سے اپنا توازن برقرار رکھتے ہوئے دبے قدموں بکرے کے قریب آ گیا پھر میں نے وہ وزنی پتھر سر سے بلند کر کے بکرے کے سر پر دے مارا۔ پہاڑی بکرے کے جسم کو دو چار شدید جھٹکے لگے اس کے بعد وہ ٹھنڈا پڑ گیا۔ دوسرے ہی لمحے میں اس مردار جانور پر جو اس وقت میرے لئے کسی خوانِ نعمت سے کم نہیں تھا، جنگلی درندوں کی طرح ٹوٹ پڑا۔ مجھے یاد نہیں کہ اس وقت میرے جسم میں اتنی طاقت کہاں سے آ گئی کہ میں نے بکرے کی کھال کو ادھیڑ ڈالا اور اس کے گوشت کو دانتوں سے نوچ نوچ کر اپنی شکم سیری کرنے لگا تھا۔ آج بھی اس واقعے کو یاد کرتا ہوں تو مارے کراہت کے میرا جی الٹنے لگتا ہے۔

بہر حال جی بھر کر پہاڑی بکرے کا کچا گوشت کھا لینے کے بعد میں اس قابل ہو گیا تھا کہ آئندہ کے بارے میں کچھ سوچ سکوں۔ میرے زخموں میں رہ رہ کر ٹیسیں اٹھ رہی تھیں لیکن اس وقت مجھے اس سے زیادہ پانی کی ضرورت ستا رہی تھی۔ چنانچہ میں دوبارہ اٹھا اور پانی کی تلاش میں چل پڑا۔ میری قسمت اچھی ہی تھی کہ جو مجھے پانی کی جستجو میں زیادہ دیر تک نہ بھٹکنا پڑا۔ غار سے کچھ دور ہی جانے کے بعد مجھے ایک جگہ صاف و شفاف پانی مل گیا جو غالباً کسی سوتے سے پھوٹ رہا تھا۔

میں نے جلدی سے زمین پر لیٹ کر اپنی پیاس بجھائی پھر اپنے زخم دھوئے اور ان پر ریت بھر لی۔ زخموں پر ریت بھرنے کا یہ مؤثر طریقہ میں نے اپنے والد کی رفاقت میں رہ کر سیکھا تھا۔ تھوڑی دیر تک میں ستانے کی خاطر ایک مسطح چٹان پر بیٹھا رہا پھر دوبارہ اسی غار میں آ گیا جہاں موہن لال مجھے چھوڑ گیا

تھا۔ فرار ہونے کے خیال کو میں نے اس لئے ذہن سے نکال دیا تھا کہ اول تو میں ان پہاڑی راستوں سے واقف نہیں تھا، دوسرے ابھی میری حالت بھی اس قابل نہیں تھی کہ میں کسی طویل اور دشوار گزار سفر کے لئے خود کو آمادہ کر سکتا۔ تیسری اور سب سے اہم وجہ یہ تھی کہ مجھے اس بات کا خطرہ بھی لاحق تھا کہ فرار ہونے کی صورت میں مجھے ان اذیتوں سے زیادہ بڑی مصیبتوں سے دوچار ہونا پڑے گا۔ جن میں، میں اس وقت مبتلا تھا اس لئے سونا گھاٹ کا پجاری جو حیرت انگیز قوتوں کا مالک تھا، مجھے یقیناً ڈھونڈ نکالتا۔ غار میں آ کر میں نے اپنے ذہن کو جھٹک کر تمام خیالات سے چھٹکارا حاصل کیا اور آرام کرنے کی خاطر زمین کا ایک ٹکڑا صاف کر کے لیٹ گیا۔ پیٹ بھر کر کھا پی لینے کی وجہ سے میں چونکہ وقتی طور پر مطمئن ہو گیا تھا اس لئے جلد ہی میری آنکھ لگ گئی اور میں دنیا و مافیہا سے بے خبر سو گیا۔

ابھی میں خواب خرگوش کے مزے لے رہا تھا کہ مجھے یوں محسوس ہوا جیسے کوئی مجھے ہولے ہولے پکار رہا ہو۔ میں نے آنکھ کھول کر دیکھا تو قرب و جوار میں کوئی بھی نظر نہ آیا۔ میں یہ دیکھ کر ہکا بکا رہ گیا کہ میں اس وقت پہاڑی غار کے بجائے ایک سبزہ زار پر پڑا ہوں جہاں چاروں طرف ہریالی ہی ہریالی ہے اور پورا علاقہ پھول اور پھل دار درختوں سے بھرا ہوا ہے۔ میں آنکھیں جھپکا جھپکا کر ماحول کی رنگینیوں کا جائزہ لینے لگا پھر میں نے گھوم کر اپنی پشت کی سمت نظر ڈالی تو یہ دیکھ کر ششدر رہ گیا کہ وہاں ایک شاندار اور پُر جلال عمارت موجود تھی جس کے پھاٹک کے دونوں ستونوں پر پتھر کی بڑی بڑی مورتیاں ایستادہ تھیں۔ عمارت کی بناوٹ کسی قدیم مندر سے ملتی جلتی تھی۔ میں حیرت سے آنکھیں پھاڑے پتھر کی بنی ہوئی اس عمارت کو تکتا رہا پھر معاً میری نظر اپنے لباس پر پڑی تو میں حیران رہ گیا۔ اس وقت میرے جسم پر وہ لباس نہیں تھا جسے پہن کر میں غار میں سویا تھا۔ اس کے بجائے میں گیروے رنگ کے ہندوانہ لباس میں ملبوس تھا۔ میرا اوپری جسم بالکل ننگ دھڑنگ تھا۔ میرے سینے پر صندل ملا ہوا تھا۔ جس کی خوشبو میرے ذہن کو فرحت بخش رہی تھی۔

میری کیفیت اس وقت درزی کے اس غریب لڑکے سے مختلف نہ تھی، جسے خلاف توقع الہ دین کا چراغ مل گیا ہو اور پل بھر میں اس کی حالت بدل گئی۔ میں بھونچکا سا کھڑا اپنے سابقہ حالات پر غور کر رہا تھا۔ میرے جسم پر نہ تو کوئی زخم موجود تھا اور نہ ہی ٹیس کا احساس باقی رہ گیا تھا۔ میں نے بہتیری کوشش کی اور اپنے ذہن کو بار بار کریدا لیکن یہ راز نہ جان سکا کہ میں اس حالت میں کیوں اور کیسے پہنچا۔ ہرچند کہ وہ ہندوانہ لباس جو اس وقت میرے بدن پر موجود تھا، میں نے اپنی مرضی سے نہیں پہنا تھا لیکن اس کے باوجود مجھے اس سے وحشت سی محسوس ہو رہی تھی۔ قریب تھا کہ میں عالم وحشت و دہشت میں اس لباس کو تار تار کر جسم سے اتار پھینکتا اور ننگ دھڑنگ ہو جاتا کہ یکلخت فضا گھنٹیوں کی آواز سے گونج اٹھی۔
میں نے نظر اٹھا کر مندر نما عمارت کو دیکھا تو اس کے آہنی پھاٹک کے اوپر لگی ہوئی گھنٹیوں کو متحرک دیکھ کر

حیران رہ گیا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی غیر مرئی قوت ان گھنٹیوں کو بڑے سلیقے سے ہلا رہی ہوں۔ میں پلکیں جھپکائے بغیر ان متحرک گھنٹیوں کو دیکھتا رہا پھر معاً میری نگاہیں قدیم مندر نما عمارت کے دروازے پر جم کر رہ گئیں جو آہستہ آہستہ کھل رہا تھا۔ دروازہ پوری طرح کھل گیا تو میری نظر اس عورت پر پڑی جو دروازے کی اوٹ سے برآمد ہوئی تھی اور اب آہنی پھاٹک کی طرف بڑے وقار سے قدم بڑھا رہی تھی۔

میں دم بخود ٹکٹکی باندھے اس عورت کو تکے جا رہا تھا۔ آہنی پھاٹک سے نکل کر وہ میری طرف شاہانہ انداز میں آ رہی تھی۔ میں نے ایک بار پھر اپنے ذہن کو کریدنے کی کوشش کی۔ مجھے یہ تمام باتیں الف لیلہ کی کہانی کا ایک باب لگ رہی تھیں لیکن میرا ذہن ان اسرار کے بارے میں کوئی آخری نتیجہ قائم نہ کر سکا اور میں کسی ایسے معمول کی طرح جس پر عمل تنویم کا اثر ہو آنکھیں پھاڑے اس عورت کو دیکھ رہا جو اپنے یاقوتی ہونٹوں پر دلنواز مسکراہٹ بھرے ہر لمحے میرے قریب آتی جا رہی تھی۔

اگر میں یہ کہوں کہ اپنی زندگی میں، میں نے اس سے زیادہ حسین عورت نہیں دیکھی تو غلط نہ ہوگا۔ وہ میرے قریب آ کر رکی تو میں اس کی غزالی آنکھوں کے سحر میں کھو کر رہ گیا۔ وہ مجسم قیامت بنی میرے روبرو کھڑی مجھے مسکراتی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ مجھے یوں لگ رہا تھا جیسے قدرت نے اسے تخلیق کرتے وقت حسن اور رعنائی کے تمام خزانے اس کے جسم میں سمو دیئے ہوں۔ وہ بھی میری طرح ہندوانہ لباس میں ملبوس تھی اس کی پیشانی پر دمکتی بندیا...... دیکھ کر ہی مجھے اس بات کا اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ ہندو فرقے سے تعلق رکھتی ہے۔ چند ثانیے تک وہ مجھے اپنی خمار آلود نظروں سے دیکھتی رہی پھر اس کے تراشیدہ ہونٹوں کو جنبش ہوئی۔

”پرنام۔“ اس کی آواز میں پہاڑی جھرنوں جیسا جلترنگ تھا۔

میں کوئی جواب دینے کے بجائے اسے گھورتا رہا تو اس نے مسکرا کر دوبارہ کہا۔

”مہاراج...... آپ کے سواگت کے لئے آئی ہوں۔“

”لل...... لے...... لیکن......“ میں ہکلا کر رہ گیا۔ اس کے حسن کی سحر طرازیوں نے نہ جانے مجھ پر کیا جادو کر دیا تھا کہ مجھ سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔ تاہم مجھے اس بات پر حیرت ضرور ہوئی تھی کہ وہ مجھ سے کیسے واقف ہے اور اس وقت میرے استقبال کے لئے کیوں آئی ہے۔ ابھی میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ وہ کھنکتی ہوئی آواز میں بولی۔

”مہاراج...... آپ کس وچار میں پڑے ہیں۔ کیا آپ کا شبھ نام افضل بیگ نہیں ہے؟“

”ہاں...... ہاں میرا نام افضل بیگ ہے لیکن تم کون ہو۔“ میں نے اپنے حواس پر قابو پاتے ہوئے پوچھا۔

”میں آپ کی داسی ہوں مہاراج......“ اس نے شرماتے اور نظریں جھکاتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن...... میں نہیں جانتا کہ تم کون ہو......" میں نے جلدی سے کہا۔ "آج سے پہلے میں نے تم کو کبھی نہیں دیکھا۔"

"بھوجن تیار ہے مہاراج۔ پہلے چل کر بھوجن کر لیجئے پھر بعد میں باتیں ہوں گی۔" اس نے میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کچھ ایسے لہجے میں کہا کہ میرے سارے بدن میں چنگاریاں سی دوڑنے لگیں۔

"تمہارا نام کیا ہے؟"

"داسی کو نرملا کہتے ہیں مہاراج۔" وہ آہستہ سے بولی پھر مجھے ساتھ آنے کا اشارہ کر کے عمارت کی طرف جانے کے لئے گھومی تو میں بھی اس کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ میں اس کیفیت کو کوئی نام دینے سے قاصر ہوں لیکن اتنا ضرور جانتا ہوں کہ وہ کوئی ایسی ہی قوت تھی، جس نے مجھے نرملا کی فرمائش کے آگے سر تسلیم خم کر دینے پر مجبور کر دیا تھا اور میں کسی فرماں بردار بچے کی مانند اس کے پیچھے پیچھے عمارت کی جانب قدم اٹھا رہا تھا۔

مندر نما قدیم عمارت کے اندر داخل ہو کر میں بھونچکا رہ گیا۔ وہاں کی ہر چیز میری توقعات سے کہیں زیادہ قیمتی اور نایاب تھی۔ عمارت کا ایک ایک چپہ اعلیٰ فرنیچر اور قیمتی ساز و سامان سے بھرا پڑا تھا۔

نرملا جو میری رہبر تھی، مجھے مختلف راہداریوں اور کمروں سے گزارتی ہوئی ایک ایسے کمرے میں لے آئی جو غالباً کھانے کے لئے مخصوص تھا۔ میں نے کمرے میں داخل ہوتے ہی اس لابنے پتھر پر نظر ڈالی جس پر انواع و اقسام کے کھانے موجود تھے اور قسم قسم کے میوے اور پھل بھی بڑے سلیقے سے چنے ہوئے تھے۔

"پدھاریئے مہاراج......" نرملا نے سنگ مرمر کی ایک چوکی کے قریب پہنچ کر مسکراتی ہوئی نظروں سے مجھے دیکھا اور ایک چوکی کی طرف اشارہ کر کے بیٹھنے کو کہا۔ میں ہچکچایا تو اس نے بڑی ادا سے میرا ہاتھ تھام کر چوکی پر بٹھا دیا اور خود میرے سامنے والی چوکی پر جا کر بیٹھ گئی۔

اس وقت بھی میری کیفیت عجیب تھی، وہ اس معمول سے مختلف نہ تھی جو عمل تنویم کے بعد پوری طرح اپنے عامل کے احکام کے زیر اثر ہوتا ہے۔ نرملا مختلف قسم کے کھانوں سے میری تواضع کرتی رہی اور میں چپ چاپ اس کے اصرار پر سر جھکائے بیٹھا کھانے میں مشغول رہا۔ کھانے کے دوران میں نے جتنی بار بھی کن انکھیوں سے نرملا کی سمت دیکھا، اسے اپنی ہی طرف متوجہ پایا۔ مجھے یہ کہنے میں کوئی حجاب نہیں کہ میں نرملا کے رعب حسن سے بے حد مرعوب تھا اور پہلی نظر میں اس کا گرویدہ ہو گیا تھا۔

"مہاراج...... اسے بھی کھا کر دیکھئے۔" نرملا نے کھانے کے دوران ایک بڑی قاب میری سمت بڑھاتے ہوئے کہا جس میں کسی جانور کا بھنا ہوا گوشت موجود تھا۔

"نرملا۔" میں نے قدرے توقف سے دبی زبان میں کہا۔ "اگر تم برا نہ مانو تو میں ایک بات کہوں۔"

"کہئے مہاراج۔" وہ اپنی معصوم نگاہیں میرے چہرے پر جماتے ہوئے بولی۔

"تم مجھے مہاراج کے بجائے صرف افضل بیگ کہو تو مجھے زیادہ خوشی ہو گی۔"

نرملا نے میری بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ چند لمحے تک ہوش ربا نظروں سے مجھے دیکھتی رہی پھر اس نے قاب سے بھنے ہوئے گوشت کا ٹکڑا نکال کر میری پلیٹ میں ڈالا اور نگاہیں جھکا کر کھانے میں مشغول ہو گئی۔

نرملا کا ایک ایک انداز ایسا تھا کہ ہزار جان سے اس پر نثار ہونے کو دل چاہ رہا تھا۔ میں ایک لمحے تک اسے محبت بھری نظروں سے دیکھتا رہا پھر نرملا کی خواہش پر بھنے ہوئے گوشت کی طرف متوجہ ہو گیا۔ گوشت کا ایک ٹکڑا منہ میں رکھتے ہی نہ جانے کیوں میرا دل چاہا کہ اسے حلق کے نیچے اتارنے کے بجائے باہر اگل دوں لیکن اس خیال سے کہ ممکن ہے کہ نرملا میری اس حرکت سے ناراض ہو جائے میں نے طوعاً و کرہاً، وہ ٹکڑا حلق کے نیچے اتار لیا۔ گوشت کا ذائقہ کیسا تھا؟ مجھے کچھ یاد نہیں مگر اتنا ضرور یاد ہے کہ میں نے اس سے پیشتر اس قسم کا گوشت کبھی نہ چکھا تھا۔ بہر حال نرملا کے اصرار پر میں نے وہ سارا گوشت کسی نہ کسی طرح کھایا جو اس نے اپنے نازک ہاتھوں سے میرے لئے نکالا تھا۔

ابھی میں نے گوشت کا آخری ٹکڑا حلق کے نیچے اتار کر پانی کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ کمرے میں گونجنے والے قہقہے کی آواز سن کر چونک اٹھا۔ نظر گھما کر دیکھا تو سونا گھاٹ کا پُراسرار پجاری موہن لال میرے پیچھے کھڑا قہقہہ لگا رہا تھا۔ موہن لال پر نظر پڑتے ہی میرے ذہن پر چھائی ہوئی دھند یکلخت چھٹ گئی اور میں یوں اٹھ کر کھڑا ہو گیا جیسے نیند سے اچانک بیدار ہو گیا ہوں۔

"کیوں افضل بیگ...... پیٹ بھر کر بھوجن کر لیا تم نے؟" موہن لال کے ہونٹوں پر شیطانی مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔

میں نے موہن لال کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اب تک میں جس کیفیت کو ایک حسین خواب سمجھ رہا تھا، اس کا طلسم موہن لال کی آواز سنتے ہی ٹوٹ گیا تھا۔ میرا دل چاہا کہ اس موذی کے جسم کی تکا بوٹی کر ڈالوں جس نے اچانک نمودار ہو کر اچھے خاصے ماحول کو مکدر کر دیا تھا لیکن میں کچھ نہ کر سکا۔ خاموش کھڑا اندر ہی اندر پیچ و تاب کھاتا رہا۔

"کس سوچ و چار میں گم ہو افضل بیگ؟" سونا گھاٹ کے پجاری نے مجھے گھورتے ہوئے طنزیہ لہجے میں پوچھا پھر بڑے معنی خیز انداز میں بولا۔ "کیا بھوجن پسند نہیں آیا۔"

اس بار بھی میں نے موہن لال کی بات کا جواب نہیں دیا۔ حقارت سے منہ پھیر کر اپنے ہونٹ

کاٹنے لگا۔ اس کے سوا اور کر بھی کیا سکتا تھا۔ نرملا کے چہرے پر بھی مجھے سنجیدگی کے تاثرات نظر آرہے تھے۔ موہن لال کی آواز نے غالباً اسے بھی بوکھلا دیا تھا۔

"آرام سے بیٹھو افضل بیگ، مجھے دیکھ کر تم کھڑے کیوں ہو گئے۔" سونا گھاٹ کے پجاری کے لہجے میں گہرا طنز تھا۔ میں نے گھوم کر غصیلی نظروں سے موہن لال کو دیکھا پھر جلدی سے اپنی چوکی پر بیٹھ گیا۔

"افضل بیگ، میری باتوں پر سوچ وچار کر لیا تم نے یا ابھی اور سمے درکار ہے؟" موہن لال نے نرملا کے قریب جا کر ایک خالی چوکی پر بیٹھتے ہوئے مجھے مخاطب کیا۔

"نہیں۔" میں نے ترش روئی سے جواب دیا "مجھے تمہاری کوئی شرط منظور نہیں ہے۔"

"دھرم بہت پیارا ہے تم کو۔ کیوں؟"

"ہاں۔" میں نے تلملا کر جواب دیا۔

"ابھی تک، کیا اب بھی تم اپنے دھرم کا دم بھرتے ہو۔ جب کہ......" موہن لال مسکرا کر بولا۔

"موہن لال۔" میں نے اس کی بات کاٹ کر تیزی سے کہا "تم جو چاہو میں کرنے کے لئے تیار ہوں لیکن دھرم کے معاملے میں تم مجھے مجبور نہیں کر سکتے۔"

"دھرم......" موہن لال کا لہجہ معنی خیز تھا "افضل بیگ، تم جس دھرم کی بات کر رہے ہو اسے تو تم خود ہی نشٹ کر چکے ہو۔"

"کیا مطلب!" میں نے چونکتے ہوئے موہن لال کی طرف دیکھا "تم اپنی زہریلی اور الجھے دار باتیں ختم کر کے سیدھی طرح مجھ سے گفتگو نہیں کر سکتے۔"

"تم سمجھنا چاہتے ہو افضل بیگ کہ میں کیا کہہ رہا ہوں، تو لو سنو......" موہن لال نے مجھے گھورتے ہوئے کہا "ابھی تم نے جس گوشت کو سواد لے لے کر کھایا ہے، وہ سور کا گوشت تھا۔ بولو افضل بیگ کیا سور کا گوشت کھانے کے بعد بھی تم مجھ سے دھرم کی بات کرو گے۔"

سور کا نام سنتے ہی میں لرز اٹھا۔ اس خیال سے کہ میں نے سور کا گوشت کھا لیا ہے۔ میری روح تڑپ اٹھی۔ میں موہن لال کو انتہائی حقارت بھری نگاہوں سے گھورنے لگا۔ اس مردود نے میرے ساتھ جو کچھ کیا، وہ میرے لیے ناقابل برداشت تھا۔ غصے کے مارے میں سر تا پا کانپ رہا تھا۔ تاہم میں بھی اچھی طرح جانتا تھا کہ اس موذی سے ٹکر لینا میرے لیے موت کو دعوت دینے کے مترادف ہوگا۔ چنانچہ میں نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اسے نفرت بھری نظروں سے گھورتا رہا اور دل ہی دل میں خود کو بھی لعن طعن کرتا رہا۔

مجھے رہ رہ کر بڑی شدت سے ابکائی آرہی تھی لیکن میں ضبط کئے ہوئے تھا۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ

موہن لال کو میری ہنسی اڑانے کا موقع ملے۔ مجھے اس وقت نرملا بھی ناگن کی طرح نظر آرہی تھی جس نے اپنے حسن کی حشر سامانیوں کی آڑ لے کر مجھے ڈس لیا تھا۔ اگر میرے بس میں ہوتا تو میں ان دونوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتا مگر اس وقت میں سوائے اپنی بے بسی پر کف افسوس ملنے کے اور کچھ بھی نہ کر سکتا تھا۔ میں چاروں طرف سے خود کو گھرا ہوا محسوس کر رہا تھا۔

موہن لال کچھ دیر تک میرے چہرے کے بدلتے ہوئے تاثرات اور میری دلی کیفیت کا اندازہ لگاتا رہا پھر میرا مضحکہ اڑاتے ہوئے بولا۔

"چپ کیوں ہو افضل بیگ۔ تم تو مجھے نیچا دکھانے اور میری شکتی کا راز جاننے کے لئے آئے تھے۔"

"میں اب بھی تم کو نیچا دکھانے کی طاقت رکھتا ہوں لیکن شرط یہ ہے کہ تم اپنے بیروں اور کالے علم سے کام نہ لو۔" موہن لال نے میری بے بسی کا مضحکہ اڑایا میں تو اپنا غصہ ضبط نہ کر سکا اور سینہ تان کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھ جاؤ افضل بیگ، کیوں اپنی جان کے پیچھے پڑے ہو۔" موہن لال نے بڑے پُروقار لہجے میں کہا پھر مجھے گھورتے ہوئے بولا۔ "تم بھول جاتے ہو کہ تم کس کے سامنے ایسے شبد نکال رہے ہو۔ کیا اب بھی تمہیں میری شکتی پر کوئی شک ہے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ میں تمہارے ساتھ رعایت برت رہا ہوں۔"

میں کوئی جواب دینے کے بجائے خاموش کھڑا اسے گھورتا رہا۔ موہن لال نے جو کچھ کہا تھا، وہ غلط نہیں تھا۔ تاہم اس کے سامنے ہتھیار ڈالنے کو میں اپنی توہین سمجھتا تھا۔

"مجھے پتا ہے افضل بیگ کہ تم ایک بلوان منش ہو پر تم مورکھ بھی بہت ہو۔"

"تم میرے سلسلے میں آخر یہ رعایت کیوں کر رہے ہو۔" میں نے غصے سے پوچھا۔

"اس کی چنتا مت کرو۔ ایک دن تم خود جان جاؤ گے لیکن اس راز تک پہنچنے سے پہلے تمہیں بڑی کٹھناؤں سے گزرنا ہوگا اور ہاں اس کے لئے تمہیں اپنا دھرم بھی بدلنا ہوگا۔"

"موہن لال۔" مذہب بدلنے کے نام پر میں ایک بار پھر آپے سے باہر ہو گیا۔ "ہو سکتا ہے کہ تم نے اپنی ناپاک خواہشات کی تکمیل کی خاطر دھوکے سے مجھے حرام چیز کا گوشت کھلوا دیا ہو لیکن اگر مجھے معلوم ہوتا تو تم مرتے مر جاتے مگر اپنے مقصد میں کبھی کامیاب نہ ہوتے۔"

"تم بہت نادان ہو افضل بیگ...... میری مانو تو ہٹ دھرمی چھوڑ دو۔ اب سمے نہیں ہے۔"

سونا گھاٹ کے پُراسرار پجاری کا لہجہ اس قدر سرد اور دھمکی آمیز تھا کہ میں فوراً ہی کوئی جواب دینے کی ہمت نہ کر سکا۔ بھوک پیاس کے سابقہ تجربوں کو یاد کر کے میں دل ہی دل میں کانپ اٹھا۔ میرا

ذہن بار بار مجھے یہی مشورہ دے رہا تھا کہ میں اپنی ضد چھوڑ کر موہن لال کی خواہشات کے آگے جھک جاؤں اور خود کو مزید اذیتوں سے بچالوں لیکن میرا ضمیر ہر بار آڑے آجاتا تھا۔ ابھی میں انہی خیالات میں الجھا ہوا تھا کہ موہن لال نے مجھے مخاطب کیا۔

''افضل بیگ، میں جانتا ہوں۔ تم سوچ وچار میں الجھے ہوئے...... تم دھرم کی خاطر جیون دان کرنا چاہتے ہو تو یہ تمہاری بھول ہے۔ میری اچھا کے بغیر تم ایک قدم بھی نہیں اٹھا سکو گے۔ میرے بیر ہر سے پرچھائیں کی طرح تمہارے ساتھ لگے رہتے ہیں۔ میری آ گیا کے بغیر تم مرنا چاہو تو مر بھی نہیں سکتے...... دیوی دیوتاؤں کے فیصلے اٹل ہوتے ہیں افضل بیگ۔'' موہن لال نے مجھے لال پیلی نظروں سے گھورتے ہوئے سپاٹ آواز میں کہا۔

''موہن لال!'' میں نے حالات کے پیش نظر تلملا کر کہا۔ ''کیا تمہارے اندر اتنی شکتی نہیں ہے کہ تم مجھے تڑپا تڑپا کر مارنے کے بجائے ایک ہی وار میں ختم کر دو۔''

''میں تمہاری یہ اچھا اسی دن پوری کر سکتا تھا افضل بیگ، جب تمہارے من میں میری شکتی جاننے کا دھیان جاگا تھا۔ پرنتو گنیش دیوتا اور پاربتی دیوی کی مرضی کچھ اور ہے۔'' موہن لال نے نہ جانے کیوں اپنا ہونٹ چباتے ہوئے غضب ناک لہجے میں کہا۔ ''اگر میں چاہوں تو تم اس سے بھی میرے چرنوں میں پڑے دیا کی بھکشا مانگتے نظر آؤ اور میری بھگتی سویکار کر لو۔''

میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ موہن لال کی بات کا کیا جواب دوں۔ میرا ذہن معطل ہو چکا تھا۔ میں بری طرح تھک چکا تھا، انکار کی صورت میں کیا کچھ ہوگا۔ مجھے معلوم تھا، میں نے بڑی بے بسی کے عالم میں ایک نظر موہن لال کے غضب ناک چہرے پر ڈالی۔ اس کی بڑی بڑی خوف ناک آنکھوں میں مجھے شعلے بھڑکتے محسوس ہو رہے تھے۔ میں نے جلدی سے اپنی نظریں اس کے چہرے سے ہٹا لیں اور نرملا کو دیکھنے لگا جو سکتے کی حالت میں بیٹھی یک ٹک مجھے دیکھے جا رہی تھی۔

زندگی کی تلخیوں نے مجھے مردم شناسی کا تھوڑا بہت فن بھی سکھا دیا تھا۔ نرملا کی آنکھوں میں مجھے مکر و فریب کے بجائے پیار اور ہمدردی کا جذبہ چھلکتا نظر آیا تو میں یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ اس نے میرے ساتھ جو کچھ کیا تھا، اس میں اس کی اپنی مرضی کا کوئی دخل نہیں تھا بلکہ وہ سونا گھاٹ کے پجاری کے اشاروں پر چلنے کے لئے مجبور تھی۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو اس کی نگاہوں میں محبت اور ہمدردی کا جذبہ بھی نہ ہوتا۔

قبل اس کے کہ میں نرملا کے چہرے سے نظر ہٹا کر موہن لال کی بات کا جواب دیتا۔ نرملا نے مجھے بڑے التجا آمیز انداز میں اشارے سے تلقین کی کہ میں موہن لال کی بات مان لوں۔ ہر چند کہ اس وقت میں جن حالات سے دوچار تھا، ان میں محبت کا تصور بھی محال تھا لیکن اس کے باوجود میں

محسوس کر رہا تھا کہ میرا دل نرملا کی طرف کھنچے جا رہا ہے اور اس جذبے کے ساتھ ہی زندہ رہنے کی تمنا بھی میرے دل میں کروٹیں لے رہی ہے۔ میں کوشش کے باوجود نرملا کے چہرے سے اپنی نظریں نہ ہٹا سکا۔

''کہاں کھو گئے ہو افضل بیگ۔''

موہن لال نے مجھے دوبارہ مخاطب کیا تو میں اس طرح چونکا جیسے کچی نیند سے اچانک بیدار ہو گیا ہوں۔ نرملا کے چہرے سے نظر ہٹا کر میں نے موہن لال کو دیکھا جس کے ہونٹوں پر بڑی معنی خیز مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔ میں ابھی کوئی جواب دینے کے لئے سوچ رہی رہا تھا کہ موہن لال نے کہا۔

''افضل بیگ، اگر تم میری بھگتی قبول کر لو تو...... نرملا پجارن تمہیں دان دی جا سکتی ہے۔''

''میں تیار ہوں......'' میں نے بے اختیار جلدی سے کہا اور نرملا کی طرف دیکھنے لگا جو میرا فیصلہ سن لینے کے بعد بڑے دلکش اور معصومانہ انداز میں نظریں جھکائے مسکرا رہی تھی۔

''مجھے پورا وشواس تھا افضل بیگ کہ تم میرا کہا مان جاؤ گے۔'' موہن لال نے فاتحانہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا پھر میرے قریب آ کر میرا شانہ تھپتھپاتے ہوئے بولا۔ ''افضل بیگ، میں اپنے دیے ہوئے وچن کے مطابق تمہیں اپنی چوتھائی شکتی دان کرنے کو تیار ہوں۔ پرنتو اس کے لئے پہلے تمہیں کچھ دنوں بڑا اکڑا جاپ کرنا ہوگا اور یہ ثابت کرنا ہوگا کہ تمہارے من میں کوئی کھوٹ نہیں ہے۔''

میں نے اپنے ہونٹ سختی سے بھینچ لئے۔ موہن لال نے میرے چہرے پر چھائی ہوئی بے بسی دیکھی تو بڑے فلسفیانہ انداز میں مجھے سمجھانے لگا۔

''افضل بیگ، جیون اس دھرتی پر سب سے سندر چیز کا نام ہے۔ اگر اس کی سندرتا میں کسی من پسند کنیا کا پریم بھی مل جائے تو پھر منش کے لئے یہ دھرتی بھی سورگ سمان بن جاتی ہے۔ نرملا تمہارے لئے ایک اچھی ساتھی ثابت ہوگی۔''

میں اب بھی خاموش رہا۔ میرا ضمیر مجھے رہ رہ کر ملامت کر رہا تھا لیکن اب میں نے اپنے ضمیر کا گلا بڑی سختی سے دبا رکھا تھا۔ نرجلا کو پا کر زندہ رہنے کی خواہش ہر لمحے بڑھتی جا رہی تھی۔ مجھے زندگی بڑی حسین نظر آ رہی تھی۔ نرملا کی غزالی اور شوخ مسکراہٹوں نے نہ جانے مجھ پر کیا جادو کر دیا تھا کہ میں موم کی طرح پگھل کر رہ گیا تھا۔ میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ زندگی جیسی قیمتی اور انمول شے کو اب کسی قیمت پر اذیتوں کے حوالے نہ کروں گا۔ اس کے برعکس زندہ رہ کر زندگی کے مزے لوٹوں گا لیکن میں نے اپنے چہرے کے تاثرات سے حتی الامکان یہی کوشش کی کہ موہن لال میرے دل کا بھید نہ جان سکے اور یہی سمجھے کہ میں نے اس کے آگے مجبوراً گھٹنے ٹیک دیے ہیں۔

نرملا بدستور میرے سامنے موجود تھی اور بار بار کن انکھیوں سے میری طرف دیکھے جا رہی تھی۔ موہن لال نے مجھے خاموش دیکھا تو اسے کچھ دیر کے لئے کمرے سے چلے جانے کو کہا۔ ہر چند کہ مجھے

موہن لال کا یہ حکم بے حد شاق گزرا لیکن میں اس کو خلاف احتجاج نہیں کیا۔

نرملا کے کمرے سے چلے جانے کے بعد سونا گھاٹ کا پُراسرار پجاری چند لمحے تک خاموش کھڑا ٹکٹکی باندھے مجھے گھورتا رہا پھر مجھے ساتھ لئے ایک ملحقہ کمرے میں آ گیا جو غالباً کسی کی خواب گاہ تھی اور دوسرے کمروں کی طرح قیمتی ساز و سامان سے سجی ہوئی تھی۔ میں موہن لال کے اشارے پر اس کے سامنے بیٹھ گیا تو اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"افضل بیگ، دیوی دیوتاؤں کی مہان شکتی کے سامنے دل کے بھید کبھی چھپے نہیں رہ سکتے۔ مجھے معلوم ہے، تم کیا سوچ رہے ہو۔ میں خوش ہوں کہ تم نے جیون دان دینے کے فیصلے کو بدل کر خود کو نئے جیون میں ڈھالنے کا فیصلہ کر لیا۔ اب تم نئی شکتی کا مزا لوٹو گے۔"

میں نے چونک کر موہن لال کو دیکھا، مجھے حیرت تھی کہ آخر اس نے میرے دل کا بھید کیسے پا لیا جب کہ میں نے اپنے چہرے پر گہرے سنجیدگی طاری کر رکھی تھی۔ تاہم مجھے اس بات پر زیادہ اچنبھا نہیں ہوا اس لئے کہ میں سونا گھاٹ کے پجاری کے کرشمے اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا تھا۔ کچھ دیر تک میں اسے سپاٹ نظروں سے گھورتا رہا پھر میں نے دبی آواز میں کہا۔

"موہن لال...... میں تمہاری اس بات سے انکار نہیں کروں گا کہ زندہ رہنے کی خواہش نے مجھے اپنا فیصلہ بدلنے پر مجبور کر دیا۔ ایک بات یاد رکھنا، اگر تم اپنے وعدے سے پھرے یا میرے ساتھ کوئی دھوکا کرنے کی کوشش کی تو پھر مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔"

"دھوکا......" موہن لال بڑے پُروقار انداز میں ہنسا پھر ٹھوس لہجے میں بولا۔ "افضل بیگ، کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ مجھے تمہارے ساتھ دھوکا کرنے کی ضرورت پڑے گی۔ کیا تم میری شکتی کے کچھ اور تماشے دیکھنا چاہتے ہو۔ کیا تمہیں یہ وشواس نہیں کہ ایک لمحے میں تمہیں منش سے چوپایہ بنایا جا سکتا ہے۔"

"مجھے اب کیا کرنا ہوگا۔" میں نے جلدی سے گفتگو کا رخ بدلنے کی خاطر کہا۔ "موہن لال کی شکتوں کا تماشا میں پہلے بہت دیکھ چکا تھا اس لئے اب اس کے ساتھ مزید الجھنا بعید از دانش مندی تھا۔

"سب سے پہلے تمہیں ایک ایسا چیلا بن کر دکھانا ہوگا جو گرو کی آ گیا کا پالن کرنا اپنا دھرم سمجھتا ہے۔ اس کے بغیر تمہاری تپسیا بیکار ہوگی۔"

"کیا تم اپنی شکتی کے ذریعے مرے دل کا راز نہیں جان سکتے؟" میں نے اسے بڑی نرمی سے مخاطب کیا۔

"میں جانتا ہوں کہ تم میری آ گیا کا پالن کرو گے۔ پرنتو مجھے یہ بھی پتا ہے کہ تم نے نرملا کی خاطر میرا سیوک بننے کا فیصلہ کیا ہے۔"

"ہاں...... یہ غلط نہیں ہے۔" میں نے صاف گوئی سے جواب دیا۔

"افضل بیگ۔" موہن لال نے اپنے غلیظ ہونٹوں پر بڑی مکروہ مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے کہا۔ "اپنے وچن کے مطابق میں نرملا پجارن کو تمہیں دان کر چکا ہوں۔ تم جس طرح چاہو اسے استعمال کر سکتے ہو پر پوری طرح نرملا کو تم اسی سمے حاصل کر سکتے ہو، جب تم جاپ اور گیان دھیان کی کڑی پرکشا میں سپھل ہو جاؤ۔ نرملا اب تمہارے ساتھ ہے۔ میں نے تم کو وچن دیا ہے۔ پرکشا کے بعد نرملا پوری طرح تمہاری ہو جائے گی اور پھر نرملا کیا، تم پاپ اور پُن کے چکر کو خود سمجھنے لگو گے۔ تم جان جاؤ گے کہ منشوں نے اپنے لئے خود ہی کیسا جال بُن رکھا ہے۔ دھرتی افضل بیگ ایک دھوکا ہے اور منش ایک مورکھ جانور ہے۔ ہاں گیان دھیان سے منش پیدا ہوتا ہے۔ جو سب کچھ جانتا ہے، جس نے یہ شکتی حاصل کر لی اس نے اپنے جیون میں خوشیاں بھر لیں۔ سب لوگ اس سنسار میں اندھے بن کر رہتے ہیں۔ دھرم کے سچے پجاریوں کی ہی آنکھیں روشن ہوتی ہیں اور آنکھوں میں یہ روشنی یونہی نہیں آ جاتی، اس کے لئے خود کو بدلنا ہوتا ہے۔ آدھا جیون تیاگ دینا ہوتا ہے۔ دیوتا طرح طرح سے پرکشا لیتے ہیں اور پھر کہیں جا کر کچھ دان دیتے ہیں۔ تم تو بہت دھنی ہو افضل بیگ تم پر دیوتا مہربان ہیں۔"

میں سر جھکائے بیٹھا موہن لال کی ناقابل فہم باتیں سنتا رہا۔ کچھ دیر تک وہ مجھے گناہ و ثواب اور دنیا کے رنگے سیاروں کے بارے میں بتاتا رہا پھر بڑی سنجیدگی سے بولا۔

"افضل بیگ، میں یہ بھی جانتا ہوں کہ ایک دن تم دیوی دیوتاؤں اور بلوانوں کی سی شکتی کے مالک بن جاؤ گے۔ یہ بھی اوش ہے کہ تم اپنی مہان شکتی کے نشے میں مجھ سے ٹکر لینے کی کوشش کرو گے پرنتو یہ دھیان ہمیشہ رکھنا کہ تم میرے سیوک ہو اور سیوک ہی رہنا، تمہارے لئے بہتر ہے۔"

"اگر یہ بات ہے تو پھر تم مجھے اپنا چیلا بنانے پر کیوں بضد ہو؟" میں نے حیرت سے پوچھا۔ موہن لال کے چہرے پر اچانک چھا جانے والی گھمبیر سنجیدگی میری سمجھ میں نہیں آئی تھی۔

"اس کی چنتا مت کرو۔" موہن لال خشک آواز میں بولا۔ "ایک سمے آئے گا جب تم سب کچھ جان جاؤ گے۔"

"میرے لئے اب کیا حکم ہے؟" اس بار میں نے قدرے اکتائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"تمہیں یہاں سے اجودھیا کا رخ کرنا ہوگا۔ جہاں چھ ماہ تک تمہیں ایک مندر میں بیٹھ کر گنیش دیوتا اور پاربتی دیوی کے لئے کڑا جاپ کرنا ہوگا۔" موہن لال نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔ "اجودھیا پہنچ کر تمہیں میرے سب سے مہان سیوک ارجن سنگھ سے ملنا ہوگا پھر جیسا وہ کہے گا، ویسا ہی کرنا۔"

"لیکن میں اجودھیا جا کر ارجن کو کہاں تلاش کرتا پھروں گا۔" میں نے چوکی پر پہلو بدلتے ہوئے پوچھا۔

"تمہیں اس کے لئے بھٹکنا نہیں پڑے گا۔ ارجن کو تمہارے پہنچنے کی اطلاع مل جائے گی۔ اس

کے علاوہ نرملا بھی ارجن کو جانتی ہے۔"

"ٹھیک ہے میں کل ہی نرملا کو ساتھ لے کر روانہ ہو جاؤں گا۔" میں نے تیزی سے جواب دیا، میں سب کچھ جلد حاصل کرنا چاہتا تھا۔ سو میں نے موہن لال سے کہا۔

"تم نے مجھے یہ نہیں بتایا موہن لال کہ وعدے کے مطابق تم اپنی چوتھائی شکتی مجھے کب دان کرو گے؟"

موہن لال میرے سوال پر مسکرایا پھر سپاٹ لہجے میں بولا۔

دیوی دیوتا اپنے دیئے ہوئے وچن سے کبھی نہیں پھرا کرتے افضل بیگ۔ تم اجودھیا پہنچ کر جاپ شروع کر دو۔ ابھی تو تمہیں بہت کام کرنا ہے اور ہاں آج سے تمہارا نام افضل کے بجائے کرشن کمار ہوگا۔"

"موہن لال، کیا اب تم مجھے بتاؤ گے کہ یہ کون سا علاقہ ہے اور وہ پہاڑی کون سی تھی جس پر مجھے قید کیا گیا تھا۔" میں نے اپنے نام کے سلسلے میں کوئی اعتراض نہیں کیا۔

اس سے تم جس علاقے میں ہو اس کے بارے میں تم کو کچھ نہیں بتا سکتا۔ پرنتو جس پہاڑ پر تم پہلے تھے وہ وندھیا چل کا ایک ایسا دشوار گزار سلسلہ ہے جہاں آج تک تمہارے سوا کسی دوسرے منش کا گزر نہیں ہوا۔"

"مجھے یہاں تک کون لایا تھا؟" میں نے دوسرا سوال کیا تو موہن لال معنی خیز انداز میں مسکرا کر بولا۔

"افضل بیگ، کیا نرملا پجارن کے پیار میں تم یہ بھی بھول گئے کہ اس سے تم کس کے سامنے بیٹھ ہو۔"

"میرا خیال ہے کہ یہ حرکت تمہارے بیروں کی ......" میں نے جلدی سے بات بناتے ہوئے پھر موضوع بدل کر کہا۔ "اجودھیا تک جانے کے لئے سفر کا کیا بندوبست ہے۔"

"تم بہت جلدی کر رہے ہو۔ دو چار دن تم نرملا کے ساتھ گزارو۔ پر یہ خیال رہے کہ نرملا تمہاری ہو کر بھی تمہاری نہ ہوگی۔ اسے مکمل طور پر حاصل کرنا تبھی ممکن ہے جب تم پرکشا میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ ابھی تمہیں بہت دنوں تک اس کے لئے بے چین رہنا ہوگا پھر میں سارا بندوبست کر دوں گا۔"

موہن لال سے فراغت حاصل کرنے کے بعد میں کمرے سے باہر آیا تو نرملا سامنے وارانڈے میں کھڑی میری راہ تک رہی تھی۔ اس نے جن نظروں سے مجھے دیکھا، ان میں نہ جانے کیا کشش تھی کہ میں سب کچھ بھول کر اس کی طرف کھنچا چلا گیا۔ وہ مجھے ایک دوسرے کمرے میں لے گئی۔ وہ کمرا ساز و سامان کے اعتبار سے ان تمام کمروں سے بہتر تھا جنہیں میں اب تک دیکھ چکا تھا۔

"یہ آپ ہی کا کمرا ہے مہاراج۔" نرملا نے دبی زبان میں کہا۔ "اب آپ آرام کیجئے اور اگر کسی

چیز کی ضرورت ہو داسی کو آواز دے لیجئے گا۔"

"نرملا۔" میں نے اسے پیار سے دیکھ کر شکایت بھرے لہجے میں کہا۔ "ایک بات کہوں، مانو گی۔"

"آپ آگیا کریں مہاراج۔ داسی کی کیا مجال ہے کہ انکار کر دے۔"

"تم مجھے مہاراج کے بجائے، میرے نام سے مخاطب کیا کرو۔"

"یہ گھور پاپ ہوگا مہاراج۔" نرملا نے جلدی سے کہا۔ "اگر موہن لال جی مہاراج کو بھنک پڑ گئی تو میرا سارا جیون کشٹ اٹھاتے گزرے گا۔ میں آپ کی داسی جو ہوں۔"

"موہن لال تمہیں مجھے بخش چکا ہے اور اب اسے تمہارے اوپر کوئی حق نہیں رہا۔" میں نے اسے پیار سے سمجھایا۔

"مجھے پتا ہے مہاراج پرنتو۔"

"نرملا۔" میں نے جلدی سے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "کیا تمہیں یہ جان کر خوشی نہیں ہوگی کہ میں نے محض تمہاری خاطر اپنا دھرم بھی بدل دیا ہے۔"

"یہ آپ کی کرپا ہے مہاراج۔" نرملا شرما کر بولی۔

"تمہاری وجہ سے میں نے اپنا نام بھی بدل دیا ہے۔ آج میں افضل بیگ کے بجائے کرشن کمار ہوں۔"

"کرشن کمار ......" نرملا کے سندر ہونٹوں پر مدھ بھری مسکان ابھری۔ میں نے اس کی کومل آنکھوں سے پیار جھلکتے دیکھا تو اس کے قریب جا کر سرگوشی میں کہا۔

"نرملا، مجھے وچن دو کہ آئندہ سے تم مجھے صرف کرشن کمار کہا کرو گی۔"

"کرشن مہاراج۔" وہ شوخی سے بولی۔

"مہاراج نہیں، صرف کرشن۔" میں نے اس کے ہاتھوں کو تھامتے ہوئے کہا تو وہ لجا گئی۔

پھر میرے اصرار پر اس نے وعدہ کر لیا کہ اکیلے میں وہ مجھے کرشن کہے گی لیکن دوسروں کی موجودگی میں کرشن مہاراج کے نام سے مخاطب کرے گی۔

نرملا کے ساتھ بیٹھا میں بڑی دیر تک دنیا جہان کی باتیں کرتا رہا۔ وہ مجھے ہندو دھرم اور اپنے دیوی دیوتاؤں کے بارے میں بتاتی رہی۔ جب میں نے اسے یہ بتایا کہ موہن لال نے مجھے جاپ کرنے کے لئے اجودھیا جانے کے لئے کہا ہے تو اس کا حسین چہرہ کندن کی طرح دمک اٹھا۔ اسے اجودھیا کی تیرتھ گاہوں کو دیکھنے کا بے حد شوق تھا۔

مختصر عرصے میں نرملا کی محبت نے میرے ذہن پر ایسا سحر کر دیا تھا کہ میں سب کچھ بھول کر اس کی محبت میں محو ہو گیا شاید اس لئے کہ میں بچپن ہی سے پیار کا بھوکا تھا اور نرملا نے مجھے ایسی نظروں سے دیکھا

تھا جن کے لئے میری روح ایک مدت دراز سے پیاسی تھی۔

تین روز تک میں اسی قدیم مندر نما عمارت میں نرملا کے ساتھ رہا۔ چوتھے روز موہن لال نے ہم دونوں کو روانگی کا حکم دے دیا۔ میں حیران تھا کہ اجودھیا کے طویل سفر کا بندوبست کیا ہوگا۔ میرے پاس ایک پھوٹی کوڑی بھی نہ تھی اور جسم پر جو لباس موجود تھا، اس کے سوا بدلنے کے لئے کوئی دوسرا لباس بھی نہ تھا۔ نرملا کے بارے میں بھی مجھے علم ہو چکا تھا کہ وہ موہن لال کی ایک ادنیٰ داسی ہے۔ چنانچہ جب موہن لال نے مجھ سے روانگی کے لئے کہا تو میں نے پوچھا۔

''ہمارے سفر کا کیا بندوبست ہوگا۔''

''افضل بیگ، جب تم میری بھگتی سویکار کر چکے ہو تو تمہیں ان باتوں کی کوئی چنتا نہیں کرنی چاہئے۔'' موہن لال نے مجھے معنی خیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ ''میرے بیر تمہارے سفر کا بندوبست کر چکے ہیں۔ اب تم دونوں اپنی آنکھیں بند کرو اور جب تک میں نہ کہوں، دوبارہ آنکھیں نہ کھولنا۔''

میں نے سپاٹ نظروں سے موہن لال کو دیکھا پھر کچھ سوچ کر نرملا کا ہاتھ تھاما اور آنکھیں بند کرلیں۔ آنکھ بند کرتے ہی موہن لال کی آواز میرے کانوں سے ٹکرانے لگی۔ غالباً وہ کوئی جاپ پڑھ رہا تھا۔ جس کا ایک لفظ بھی میری سمجھ میں نہ آ سکا۔ میں نرملا کا ہاتھ تھامے آنکھیں بند کئے کھڑا سوچ رہا تھا کہ دیکھیں اب کیا ہوتا ہے۔ سونا گھاٹ کے پُراسرار پجاری کی آواز بدستور میرے کانوں میں سے ٹکرا رہی تھی۔ کچھ دیر بعد مجھے محسوس ہوا جیسے میرے پاؤں زمین پر ٹکے ہونے کے بجائے فضا میں معلق ہیں اور میں ہوا میں اڑتا چلا جا رہا ہوں۔ میرا دل چاہا کہ آنکھیں کھول کر دیکھوں کہ یہ کیا اسرار ہے لیکن موہن لال کی آخری ہدایت کے پیش نظر میں نے آنکھیں بند ہی رکھیں۔ کہیں کسی نئی مصیبت میں گرفتار نہ ہو جاؤں تاہم میں نے نرملا کی کلائی پر اپنی گرفت اور مضبوطی سے جما لی تھی۔

میں نرملا کی کلائی پر اپنی گرفت مضبوطی سے جمائے آنکھیں بند کئے رہا۔ سونا گھاٹ کے پُراسرار پجاری کی آواز بدستور میرے کانوں سے ٹکرا رہی تھی۔ مجھے اس بات کا یقین آ گیا تھا کہ اس وقت میں فضا میں معلق کسی نامعلوم منزل کی سمت اڑا جا رہا ہوں۔ موہن لال نے مجھے بڑی سختی سے تاکید کر رکھی تھی کہ جب تک وہ نہ کہے، میں آنکھیں بند رکھوں۔ چنانچہ میں نے آنکھیں نہیں کھولیں لیکن پاؤں کو جنبش دے کر اس بات کا اندازہ لگانے میں کامیاب ہو گیا کہ زمین پر کھڑا ہونے کے بجائے فضاؤں میں معلق ہوں۔

''کرشن...... اب اپنی آنکھیں کھول لو۔''

میں نے نرملا کی آواز سنی تو آنکھیں کھول دیں۔ اس کی خوب صورت غزالی آنکھوں میں مجھے مسرتوں کے ہزاروں دیپ جلتے نظر آ رہے تھے۔ اس کے نازک گلابی ہونٹ بڑے دلنشیں انداز میں

مسکرا رہے تھے۔ میں نے سوچا شاید وہ مجھے پا لینے کی وجہ سے باغ و بہار بنی ہوئی ہے یا پھر یہ بھی ممکن ہے کہ وہ موہن لال کی دسترس سے دوری اختیار کرنے کی وجہ سے خوش ہے۔

نرملا کے چہرے سے نظریں ہٹا کر میں نے قرب و جوار کا جائزہ لیا تو بھونچکا سا رہ گیا۔ اپنے والد کے ساتھ ایک بار پہلے بھی میں اجودھیا کا سفر کر چکا تھا۔ اس لئے مجھے مندروں اور مورتیوں کی اس بستی کو پہچاننے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئی۔ ہاں ایک لمحے کے لئے تعجب ہوا کہ اتنی جلدی وندھیا چل کی پہاڑیوں سے اجودھیا تک کیسے آ گیا لیکن اس خیال نے مجھے زیادہ پریشان نہیں کیا۔ سونا گھاٹ کے پُراسرار پجاری کی قوتوں کو میں اچھی طرح دیکھ اور سمجھ چکا تھا۔ ناممکن کو ممکن بنا دینا، اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔

''کرشن......'' نرملا نے مجھے خاموش پا کر مسکراتے ہوئے کہا۔ ''ہم اس سمے رام چندر جی کی پوتر جنم بھومی اجودھیا میں کھڑے ہیں۔''

''مجھے معلوم ہے۔'' میں جلدی سے بولا۔

''سنا ہے یہاں ہر سال میلا لگتا ہے۔ جس میں چھ لاکھ سے زیادہ یاتری شریک ہوتے ہیں۔''

''ہاں...... تم نے ٹھیک سنا ہے لیکن سب سے پہلے ہمیں ارجن کو تلاش کرنا چاہئے۔''

''ارجن نہیں...... ارجن مہاراج۔'' نرملا نے اپنے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے مجھے سمجھایا۔ ''جب تک تم موہن لال جی مہاراج کی آگیا کی پالن نہ کرلو اور اپنے جاپ اور گیان دھیان اور کٹھن پرکشا میں پھل نہ ہو جاؤ اس سمے تک تمہیں اجودھیا کے مہان پجاری کو ارجن مہاراج کے شبھ نام سے پکارنا ہوگا۔''

''نرملا......'' میں نے پجارن کی مخمور نظروں میں جھانکتے ہوئے کہا۔ ''تمہیں حاصل کر لینے کے بعد میں خود کو دنیا کا سب سے زیادہ خوش نصیب انسان سمجھنے لگا ہوں لیکن......''

''نہیں کرشن...... نہیں۔'' نرملا نے جلدی سے اپنا ہاتھ میرے منہ پر رکھ دیا پھر بڑے بھولپن اور لگاوٹ سے بولی۔ ''میں جانتی ہوں کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو پر ابھی ایسے شبد زبان سے نہ نکالو...... منش جات کو تو اس دھرتی پر اپنا جیون بتانے کے کارن ہزاروں کٹھنائیوں سے گزرنا پڑتا ہے۔''

''میں بڑے سے بڑے طوفان کا مقابلہ کر سکتا ہوں نرملا مگر مذہب کے معاملے......''

میں نے نرملا کی کلائی تھام کر بڑے جذباتی لہجے میں کہا لیکن قبل اس کے کہ میں اپنا جملہ مکمل کرتا نرملا نے مجھے جلدی سے ٹوک دیا اور معصومانہ انداز میں سمجھانے لگی۔

''کرشن، تمہارے من میں جو کچھ ہے، اسے میں اچھی طرح سمجھتی ہوں۔ پرنتو تم نے اگر موہن لال جی مہاراج کو دیئے ہوئے وچن سے منہ موڑنے کی کوشش کی تو ہم دونوں کبھی سکھی نہ رہ سکیں گے۔ تم

مرد ہو شاید کٹھناؤں کو جھیل جاؤ پر میں عورت جات اس کشٹ کو برداشت نہ کر پاؤں گی۔ دیوی دیوتاؤں کی ناراضگی میرا جیون برباد کر دے گی۔ بولو...... کیا تم اس داسی کو برباد ہو جانے دو گے؟''

''ایسا کبھی نہیں ہو سکتا نرملا۔'' میں نے شدت جذبات سے مغلوب ہو کر کہا۔ ''تمہیں خوش دیکھنے کے لئے میں بڑی سے بڑی قربانی دینے کو تیار ہوں۔''

''سچ......'' اس نے شرمیلی نگاہوں کو اٹھا کر مجھے دیکھا تو میں بے خودی کے عالم میں بولا۔

''نرملا...... میری زندگی! اگر تمہیں کبھی میری جان کی ضرورت پیش آئی تو میں وہ بھی تم پر نچھاور کر دوں گا...... جب جی چاہے آزما کر دیکھ لو۔''

''اگر یہ بات ہے تو وچن دو کہ جب تک تم مہان شکتی کے مالک نہیں بن جاتے اور دیوی دیوتاؤں کے جاپ کو پورا نہیں کر لیتے میری خاطر کوئی ایسا شبد زبان سے نہیں نکالو گے جو ہمارے لئے کشٹ اٹھانے کا کادن ہو۔''

نرملا نے کچھ ایسے ہوش ربا انداز میں یہ جملے ادا کئے کہ میں انکار نہ کر سکا اور میں نے اس سے صدق دل سے وعدہ کر لیا کہ جو کچھ وہ کہے گی، میں اس پر عمل کروں گا۔

کچھ دیر تک ہم دونوں یوں ہی عالم سرمستی میں ایک دوسرے سے عہد و پیماں کرتے رہے پھر ارجن مہاراج کی تلاش میں چل پڑے۔ اجودھیا شہر جو اتر پردیش میں لکھنؤ کے مشرق میں واقع ہے اور جس کی آبادی تقریباً ساڑھے بیاسی ہزار افراد پر مشتمل ہے اس وقت بڑا ہی خوب صورت لگ رہا تھا۔ ڈوبتے سورج کی کرنیں بڑے بڑے مندروں کے کلس کا آخری بوسہ لے رہی تھیں درختوں کے سائے پھیل کر لمبے ہونے لگے تھے۔ میں دنیا و مافیہا سے بے خبر نرملا کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے اس کی محبت میں سرشار چلا جا رہا تھا کہ نرملا نے مجھے روکتے ہوئے کہا۔

''کرشن...... تمہیں اس بات کا دھیان بھی رکھنا ہو گا کہ میں دیوتاؤں کے چرنوں کی ایک معمولی پجارن ہوں۔''

''پہلے رہی ہو گی لیکن اب تم صرف میری ہو۔'' میں نے اس کے سراپا پر نظر ڈالتے ہوئے جواب دیا۔ ''موہن لال تمہیں مجھے دان کر چکا ہے۔''

''ہاں مگر پجاری مہاراج نے یہ شرط بھی لگائی تھی کہ تمہیں میرے شریر اور میری آتما پر اسی سے پورا ادھیکار حاصل ہو گا جب تم جاپ اور گیان دھیان کی کڑی پرکشا میں سپھل ہو جاؤ گے۔''

''تمہیں جیتنے کی خاطر میں بڑی سے بڑی آزمائش میں بھی پورا اتروں گا۔'' میں ٹھوس لہجے میں بولا۔

''میں جانتی ہوں کہ تم ضرور سپھل ہو گے لیکن......''

''لیکن کیا......'' میں نے نرملا کو جملہ نامکمل چھوڑ کر اداس ہوتے دیکھا تو بے چینی سے پوچھا۔

''کرشن...... ایک پجارن ہونے کے سبب میرا فرض ہے کہ دیوتاؤں اور ان کے مہان پجاریوں کی ہر آگیا کا پالن کروں۔ اس لئے میں ہاتھ باندھ کر تم سے پرارتھنا کرتی ہوں کہ اگر کبھی تم مجھے کسی پجاری کی سیوا کرتے دیکھو تو اپنے من میں میری طرف سے کوئی میل نہ لانا۔'' نرملا نے مجھے اپنی مجبوریوں کا احساس دلانے کی کوشش کی تو میں تڑپ کر بولا۔

''ایسا ناممکن ہے نرملا۔ اگر کسی نے تمہاری طرف بری نگاہوں سے دیکھا تو میں اس کی آنکھیں نکال لوں گا۔''

''ایسا کبھی نہ کرنا......'' نرملا بڑی وارفتگی کے عالم میں بولی۔ ''میں تم کو وچن دیتی ہوں کہ کوئی میرا شریر نہیں چھو سکے گا لیکن مہان پجاریوں کی سیوا کرنا میرا دھرم ہے۔ میں اس کے لئے اس سمے تک مجبور ہوں گی جب تک تم اپنا جاپ پورا نہیں کر لیتے۔ اس کے بعد تمہاری ہو جاؤں گی...... صرف تمہاری۔''

ہر چند کہ میرا دل اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہ تھا کہ نرملا میرے سوا کسی اور کی خدمت گزاری کرے لیکن جب اس نے مجھے سمجھانے کے لئے اپنے انمول آنسوؤں کا سہارا لیا تو مجھے اس کی بات ماننی پڑی لیکن ایک بات میں نے اسے اچھی طرح باور کرا دی کہ اگر ارجن مہاراج یا کسی دوسرے پجاری نے اس کے سلسلے میں حدود کو پھلانگنے کی کوشش کی تو پھر میں کسی قیمت پر اس کی کسی بات کو نہیں مانوں گا۔ نرملا نے میری اس بات کو فوراً مان لیا اور میرا ہاتھ تھام کر دوبارہ آگے بڑھنے لگی۔

ابھی ہم کچھ دور گئے تھے کہ میں نے دو آدمیوں کو اپنی طرف آتے دیکھا۔ صورت شکل سے یہ دونوں پجاری ہی لگ رہے تھے۔ ان کے سر گھٹے ہوئے تھے۔ ماتھوں پر بھبھوت ملا ہوا تھا۔ گلوں میں صندلی لکڑی کے موٹے موٹے دانوں والی مالا لٹک رہی تھی۔ دونوں کے جسم پر ایک ایک دھوتی تھی اور پاؤں میں انہوں نے لکڑی کے کھڑاؤں پہن رکھے تھے۔ میں ابھی ان دونوں کو دیکھ ہی رہا تھا کہ وہ میرے قریب آ کر بڑے ادب سے میرے سامنے جھک گئے پھر سیدھے کھڑے ہو کر انتہائی احترام سے پوچھا۔

''کیا آپ کا شبھ نام کرشن کمار ہے۔''

''ہاں...... میں کرشن کمار ہوں اور یہ نرملا پجارن ہے۔'' میں نے نرملا کی طرف اشارہ کیا جو ان پجاریوں کے نظر آتے ہی میرا ہاتھ چھوڑ کر مجھ سے کچھ دور ہٹ گئی تھی۔

''پرنام۔'' دونوں نے یک زبان ہو کر کہا پھر ایک بولا۔

''ہم ارجن مہاراج کے چیلے آپ دونوں کا سواگت کرنے کے لئے بھیجے گئے ہیں۔''

''ہمیں ابھی اور کتنی دور چلنا ہوگا۔'' میں نے پوچھا۔

''مہاراج کا استھان زیادہ دور نہیں ہے۔ یہاں سے بہ مشکل سو گز کا فاصلہ ہوگا۔''

''ہوں...... چلو۔'' میں نے گمبھیر لہجے میں کہا۔

میرا حکم پاتے ہی وہ دونوں جھک کر دو قدم پیچھے ہٹے پھر میری اور نرملا کی رہبری کرنے لگے۔ پجاریوں کا بیان غلط نہیں تھا۔ بڑے مندر تک پہنچنے کے لئے ہمیں سو گز سے زیادہ نہیں چلنا پڑا تھا۔ مندر کے ساتھ ساتھ تھوڑے تھوڑے فاصلے پر لاتعداد کٹیاں بنی ہوئی تھیں جن کے باہر ننگ دھڑنگ سادھو اور پجاری ادھر ادھر گھوم رہے تھے۔ ابھی ہم بڑے مندر سے تھوڑے فاصلے پر ہی تھے کہ مندر کے گھنٹے زور زور سے بجنے لگے اور کٹیاؤں کے باہر گھومتے پھرتے سادھو اور پجاری چونک چونک کر ہماری طرف دیکھنے لگے۔ میں نرملا سے کچھ دریافت کرنا چاہتا تھا لیکن میرے کچھ پوچھنے سے پیشتر ہی اس نے میرے قریب آتے ہوئے دبی زبان میں کہا۔

''یہ سب تمہارے سواگت کے لئے کیا جا رہا ہے۔ ہمارے مندر کا یہی رواج ہے کہ جب کوئی مہا پُرش اپنے پوتر چرن ان کی اور (سمت) اٹھاتا ہے تو اس کے سواگت کے لئے مندر کے گھنٹے بجائے جاتے ہیں۔''

مندر چونکہ قریب آ گیا تھا اس لئے میں نے نرملا سے کچھ اور دریافت کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ میری رہبری کرنے والے دونوں پجاری مندر سے ملحق ایک بڑی کٹی کے سامنے پہنچ کر رک گئے۔ دیکھتے ہی دیکھتے چاروں طرف سادھوؤں اور پجاریوں کا اچھا خاصا مجمع اکٹھا ہوگیا۔ ان کی نظریں میرے چہرے پر جمی ہوئی تھیں لیکن میں نے ان کی طرف کوئی توجہ نہ دی اور اپنے رہبر پجاریوں کی طرف گھور کر بولا۔

''کیا ارجن مہاراج اسی کٹی میں رہتے ہیں؟''

''ہاں مہاراج، آپ بے دھڑک اندر جا سکتے ہیں۔'' پجاریوں میں سے ایک نے جواب دیا۔

میں نے نرملا کا ہاتھ تھام کر اندر جانے کے لئے قدم اٹھایا ہی تھا کہ وہی پجاری جس نے میری بات کا جواب دیا تھا تیزی سے میری راہ میں حائل ہوگیا پھر نرملا کو گھورتا ہوا مجھ سے بولا۔

''ارجن مہاراج اپنی کٹی میں کسی استری کا داخلہ پرسن (پسند) نہیں کرتے۔''

مجھے پجاری کی یہ مداخلت بے حد شاق گزری۔ قریب تھا کہ میں کوئی سخت بات زبان سے نکال بیٹھتا لیکن نرملا نے ٹھیک اسی وقت میرے ہاتھ کو دبا دیا پھر آنکھوں ہی آنکھوں میں مجھے اشارے سے بتایا کہ پجاری جو کچھ کہہ رہا ہے، وہ غلط نہیں ہے۔ میں نے ایک لمحے کے لئے سوچا پھر نرملا کا ہاتھ چھوڑ دیا اور کٹی کے دروازے پر پڑے ہوئے پردے کو ہٹا کر اندر داخل ہوگیا۔

سب سے پہلے میری نظر جس آدمی پر پڑی وہ ایک قد آور ہٹا کٹا پجاری تھا جو کٹی کے درمیان چیتے کی کھال نما مرگ چھالے پر آنکھ بند کئے بیٹھا ہاتھ میں مالا لئے کوئی جاپ کر رہا تھا۔ جسم کی مناسبت سے اس کا چہرہ بھی خاصا بڑا تھا جس پر کرختگی کے تاثرات نمایاں تھے۔ اس کے بھرے بھرے بازوؤں اور چوڑے چکلے سینے پر بڑے بڑے سیاہ بال نظر آ رہے تھے۔ دوسرے پجاریوں کی طرح اس کا سر گھٹا ہوا نہیں تھا بلکہ اس پر بھی بڑے بڑے بال موجود تھے جنہیں سمیٹ کر سر کے اوپر جوڑے کی شکل میں باندھ لیا گیا تھا۔ مرگ چھالا کے قریب مٹی کا ایک پیالہ رکھا جس میں لوبان سلگ رہا تھا اور سفید دھوئیں کی لکیریں اٹھی نظر آ رہی تھیں۔

کٹی کے اندر پلنگ یا تخت کے قسم کی کوئی چیز موجود نہیں تھی۔ دروازے کے قریب بائیں جانب والے کونے میں ایک بستر تہ کیا ہوا رکھا تھا۔ بستر کے قریب ہی ٹین کا زنگ آلود ایک ٹرنک موجود تھا جس پر پیتل کی ایک صاف شفاف لٹیا رکھی ہوئی تھی۔ اندر سے کٹی کی دیواریں کچی مٹی سے بنائی گئی تھیں جنہیں پنڈول سے لیپا پوتا گیا تھا۔ عقبی سمت میں بھی باہر جانے کے لئے ایک دروازہ موجود تھا۔ اس کٹی کے آس پاس پندرہ بیس گز کے رقبے میں کوئی اور کٹی موجود نہیں تھی۔ پہلی نظر میں، میں نے یہی اندازہ لگایا تھا کہ غالباً کٹی کا عقبی دروازہ مندر کے صحن میں کھلتا ہوگا۔

اندر داخل ہو کر میں تقریباً پندرہ منٹ تک خاموش کھڑا اس ہٹے کٹے پجاری کو گھورتا رہا جو بدستور اپنے جاپ میں مگن تھا۔ اس کے چہرے پر نظر آنے والی کرختگی کو دیکھ کر میں نے اس کے بارے میں کوئی اچھی رائے قائم نہیں کی تھی۔ مجھے یقین تھا کہ وہ انتہائی سخت گیر طبیعت کا مالک ہوگا۔ بہر حال میں خاموش کھڑا اسے دیکھتا رہا پھر اس خیال سے کہ نہ جانے پجاری ابھی اور کتنی دیر اپنی پوجا پاٹ میں مصروف رہے، میں واپسی کے ارادے سے پلٹا ہی تھا کہ اس کی سخت آواز میرے کانوں سے ٹکرائی۔

''کہاں چلے کرشن کمار......''

میں نے گھوم کر دیکھا تو ہٹا کٹا پجاری اپنی بڑی بڑی آنکھیں کھولے مجھے گھور رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں مجھے نفرت کی چنگاریاں اڑتی نظر آ رہی تھیں۔ ابھی میں کوئی جواب سوچ ہی رہا تھا کہ اس نے مجھے دوبارہ مخاطب کیا۔

''نرملا پجارن بھی تمہارے ساتھ آئی ہے۔''

''ہاں۔'' میں نے مختصر جواب دیا۔

''موہن لال نے مجھے تمہارے بارے میں تمام باتیں بتا دی ہیں...... تم قسمت کے دھنی ہو کرشن کمار جو دیوی دیوتاؤں نے تمہیں سویکار کر لیا۔ پرنتو کیا تم آنے والی کٹھنائیوں کا مقابلہ کر سکو گے؟''

''موہن لال نے مجھ سے کہا تھا کہ مجھے اجودھیا میں چھ ماہ رہ کر گنیش دیوتا اور پاربتی دیوی کے

لئے جاپ کرنا ہوگا۔" میں نے پجاری کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔ اس کے لب و لہجے سے مجھے حقارت کی بو آ رہی تھی۔ اگر مجھے نرملا کے ساتھ کئے وعدے کا پاس نہ ہوتا تو ممکن تھا میں اس کی سرد مہری کا کوئی منہ توڑ جواب دے بیٹھتا۔

"چھ ماہ تم تپسیا کر بھی سکو گے؟" پجاری نے پھر میرا مذاق اڑانے کی کوشش کی۔

"کیا تم ہی ارجن مہاراج ہو۔" اس بار میں نے بھی بگڑتے ہوئے تیور سے پوچھا۔ اس کی بات میں جان کر نظر انداز کر گیا تھا۔

پجاری جو حقیقتاً ارجن مہاراج ہی تھا میرے بگڑے ہوئے تیور دیکھ کر معنی خیز انداز میں مسکرایا پھر بولا۔

"ہاں بالک...... میں ہی ارجن مہاراج ہوں۔"

"کیا موہن لال نے میرے بارے میں یہ بات نہیں بتائی تھی کہ مجھے اجودھیا کیوں بھیجا گیا ہے۔"

"شانتی...... شانتی......" ارجن نے ہاتھ اٹھا کر کہا پھر مجھے اپنے قریب بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے بولا۔ "مجھے سب کھبر (خبر) ہے، پرنتو میں تمہارے من کو ٹٹولنا چاہتا ہوں۔ دیوی دیوتاؤں کی بھگتی سویکار کرنے کے لئے من کا اجلا ہونا جروری (ضروری) ہے۔"

"تو کیا ابھی میرا امتحان پورا نہیں ہوا۔" میں نے ارجن کے قریب آلتی پالتی مار کر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"تم جاپ شروع کرنے کے لئے بہت بیاکل نظر آتے ہو...... کیوں۔" ارجن معنی خیز انداز میں مسکرایا۔

"ہاں...... وقت برباد کرنا میرے اصول کے خلاف ہے۔" میں نے اکھڑے لہجے میں جواب دیا تو ارجن یکلخت سنجیدہ ہو گیا۔ کچھ دیر تک وہ مجھے گھورتا رہا پھر بولا۔

"اگر تمہاری یہی اچھا (خواہش) ہے تو پھر سنو...... تمہیں چھ مہینے تک ایک پرانے کھنڈر میں تنہا بیٹھ کر دیوتاؤں کے لئے جاپ کرنا ہوگا۔ جب تک تم اپنا جاپ پورا نہیں کر لیتے تمہیں برت رکھنا ہوگا۔ اس عرصے میں تم کسی منش سے مل بھی نہیں سکو گے۔"

"کیا نرملا میرے ساتھ نہیں ہوگی۔" میں نے بے چینی سے پوچھا۔

"نرملا......" ارجن کے ہونٹوں پر ایک لمحے کے لئے بڑی زہر آلود مسکراہٹ ابھری لیکن پھر فوراً ہی وہ سنجیدگی اختیار کر کے بولا۔ "نرملا تمہارے ساتھ نہیں رہ سکتی۔ جب تک تم گیان دھیان میں لگے رہو گے کسی استری کا سایہ بھی تمہارے شریر پر نہیں پڑنا چاہئے۔ اگر ایسا ہوا تو تم اپنی پرکشا میں سپھل نہیں

ہو پاؤ گے۔"

"ٹھیک ہے۔ میں اس کے لئے بھی تیار ہوں۔" میں نے کچھ سوچ کر جواب دیا۔

"اس بات کو بھی دھیان میں رکھنا کہ جاپ کرتے سمے بیر اور گندی آتمائیں تمہیں ڈرانے کی کوشش کریں گی۔ اگر تم ان بیروں سے ڈر گئے تو سمجھ لو کہ تمام جیون کشٹ اٹھانا پڑے گا۔"

"میں بیروں اور گندی بلاؤں سے نمٹنا جانتا ہوں۔ ارجن مہاراج، اس لئے تم اس کی چنتا نہ کرو۔" میں نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"میں جانتا ہوں کرشن کمار کہ تمہاری لگن سچی ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم چھ ماہ سے پہلے ہی اپنا جاپ پورا کر لو پر ایک بات ہمیشہ دھیان میں رکھنا، استری کا پیار منش کو مکتی کے راستے ہٹا دیتا ہے اس لئے تم کبھی کسی کنیا کے چکر میں مت پڑنا۔"

"یہ سوچنا میرا ذاتی معاملہ ہے ارجن مہاراج۔" میں نے روکھے لہجے میں کہا۔ "تم صرف جاپ کرنے کا طریقہ سمجھا دو اور وہ جگہ بتا دو جہاں بیٹھ کر مجھے جاپ کرنا ہوگا۔"

"اتنی جلدی کیوں کرتے ہو کرشن کمار...... ایک دو روز آرام کر لو پھر میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گا۔"

"میں یہاں آرام کرنے نہیں آیا ہوں۔" میں نے اس بار سنجیدگی سے کہا۔

"تمہاری مرضی۔" ارجن مہاراج نے برا سا منہ بنا کر جواب دیا۔ "تم جا کر اشنان اور بھوجن کر لو پھر میں تمہیں آج اس کھنڈر تک پہنچا دوں گا جہاں بیٹھ کر تمہیں جاپ کرنا ہے۔"

میں اٹھ کر باہر آ گیا جہاں نرملا میری منتظر تھی۔

ارجن مہاراج کے چیلوں نے مجھے ایک خالی کٹیا میں پہنچا دیا جہاں کچھ دیر آرام کرنے کے بعد میں نے قریبی گھاٹ پر جا کر اشنان کیا اس کے بعد پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور نرملا کو ان باتوں کی تفصیل بتانے لگا جو میرے اور ارجن مہاراج کے درمیان ہوئی تھیں۔

"ارجن مہاراج کا کہنا غلط نہیں ہے۔" نرملا نے میری بات سن کر کہا۔ "تم اگر اپنا من جاپ کی اور (طرف) تیاگ دو تو چھ ماہ سے بہت کم سمے میں اپنی پرکشا میں سپھل ہو جاؤ گے۔"

"میری اپنی کوشش بھی یہی ہوگی کہ جلد از جلد اپنا گوہر مقصود حاصل کر لوں لیکن مجھے صرف تمہاری فکر ہے۔"

"میری فکر کیوں ہے۔" نرملا نے مجھے بغور دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"نہ جانے کیوں ارجن مہاراج کے چیلوں کی طرف سے میرا دل مطمئن نہیں ہے۔" میں نے دبی زبان میں کہا۔ "ہو سکتا ہے کہ وہ میری عدم موجودگی میں تمہیں پریشان کرنے کی کوشش کریں۔"

"چیلے اور بھگت اتنی ہمت نہیں کر سکتے۔" نرملا جلدی سے بولی۔ "تمہیں بھی میرے اوپر وشواس ہونا چاہئے۔"

"وہ تو ہے لیکن نہ جانے کیوں مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے تمہارے سلسلے میں میرے ساتھ کوئی دھوکا ہونے والا ہے۔" میں نے بڑی صاف گوئی سے اس پر اپنے خیالات کا اظہار کر دیا۔

نرملا میری بات پر بڑی بے پروائی سے مسکرائی پھر مجھے اپنی وفاداری کا یقین دلانے لگی۔ دیر تک میں نرملا کے ساتھ کٹی کے اندر بیٹھا باتیں کرتا رہا۔ ایک دو بار میرے دل میں آئی کہ جاپ شروع کرنے سے پہلے نرملا کو اپنی بانہوں میں سمیٹ لوں لیکن نرملا نے مجھے اس کا موقع نہیں دیا۔ نہ جانے اسے کیوں کر میری خواہشات کا علم ہو گیا تھا چنانچہ وہ مسکرا کر بولی۔

"کرشن کمار...... میں جانتی ہوں کہ اس سمے تمہارے من میں کیا آشا کلبلا رہی ہے لیکن ابھی یہ سب کچھ ناممکن ہے۔ جب تک تم جاپ پورا نہ کر لو میرے شریر کو ہاتھ لگانے کا دھیان بھی من میں نہ لانا۔"

"نرملا۔" میں نے اس کا نرم و نازک ہاتھ تھام کر بے خودی کے عالم میں کہا۔ "مجھے وچن دو کہ جب تک میں اپنی آزمائش میں کامیاب نہ ہو جاؤں تم میری راہ تکتی رہو گی اور کسی کو اپنے قریب نہ آنے دو گی۔"

"کیا تمہیں میرے اوپر وشواس نہیں ہے۔"

"وشواس تو ہے لیکن نہ جانے کیوں میرا دل نہیں مانتا۔"

"دھیرج سے کام لو کرشن۔" نرملا نے زیر لب مسکرا کر جواب دیا۔ "سمے بیتنے میں دیر نہیں لگتی۔ جب تم کامیابی حاصل کر لو گے تو ہزاروں سندر ناریاں اپنے تن من دھن سے تمہارے اوپر قربان ہونے کو تیار ملیں گی۔"

"لیکن میں صرف تم سے پیار کروں گا۔" میں نے اس وقت صدق دل سے کہا۔

نرملا نے شوخ نظروں سے مجھے دیکھا پھر مسکرا کر نظریں جھکا لیں۔ کٹی میں جلتے ہوئے چراغ کی روشنی نرملا کے پیکر کو سیمیں بنا رہی تھی۔ میں ابھی نرملا کے سراپے کو دل بھر کے دیکھنے بھی نہ پایا تھا کہ باہر سے جے جے کار کے نعرے بلند ہونے لگے۔ نرملا فوراً اٹھ کھڑی ہوئی اور بولی۔

"ارجن مہاراج آ رہے ہیں۔"

میں نے نرملا کے چہرے پر ایک آخری نظر ڈالی پھر کٹی سے باہر آ گیا جہاں ارجن مہاراج اور ان کے بہت سے چیلے جمع تھے۔ میں نے مجمع پر ایک اچٹتی ہوئی نظر ڈالی پھر ارجن مہاراج کے قریب جا کر بولا۔

"میں بالکل تیار ہوں مہاراج۔"

"میں جانتا ہوں۔" ارجن مہاراج نے مجھے معنی خیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا پھر مجھے ساتھ لے کر ایک سمت کو چل دیا۔

تقریباً آدھے گھنٹے تک ہم پیدل چلتے رہے۔ مندر سے خاصا دور آ جانے کے بعد ارجن مہاراج نے اپنے ایک چیلے کے علاوہ باقی تمام کو لوٹ جانے کا حکم دیا۔ میں نے ان باتوں کا کوئی نوٹس نہیں لیا۔ میری تو بس یہی خواہش تھی کہ جلد از جلد اپنا عمل شروع کر دوں اور اسے مکمل کر کے نرملا کو ہمیشہ کے لئے اپنا لوں۔

چیلوں کو واپس کرنے کے بعد ارجن مہاراج دوبارہ آگے بڑھنے لگے۔ اس وقت چاروں طرف گھپ اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔ وہ پجاری جسے روک لیا گیا تھا لالٹین ہاتھ میں اٹھائے ہمارے آگے آگے چل رہا تھا۔ ہوا کی سائیں سائیں کی آواز اور مندر سے ابھرنے والی گھنٹیوں کی آواز نے ماحول کو عجیب پُراسرار بنا دیا تھا۔ کبھی کبھی دور سے کسی بھیڑیئے کی مکروہ آواز ہوا کے دوش پر دور تک لہراتی چلی جاتی تھی۔

بہت دیر تک ہم یوں ہی آگے بڑھتے رہے پھر ایک جگہ پہنچ کر ارجن مہاراج رک گیا اور مجھے مخاطب کر کے بولا۔

"ہم اب کھنڈرات میں داخل ہونے والے ہیں۔ کیا تمہیں ڈر تو نہیں لگ رہا۔"

"ڈرنا مردوں کی شان کے خلاف ہے۔" میں نے تیزی سے جواب دیا۔

"ان کھنڈرات سے قریب ہی شمشان ہے جہاں مردے جلائے جاتے ہیں۔ ان کی آتمائیں ویران کھنڈرات میں بھٹکتی رہتی ہیں۔ پرنتو مجھے واشواس ہے کہ تم ان سے ڈرو گے نہیں۔"

میں سمجھ رہا تھا کہ ارجن مہاراج مجھے یہ باتیں کیوں بتا رہا تھا۔ غالباً وہ مجھے ان کھنڈرات کے اسرار سے واقف کرا کے خوف زدہ کرنا چاہتا تھا لیکن میں نے اپنی زندگی میں کبھی دہشت اور خوف کو اپنے قریب بھی نہیں بھٹکنے دیا تھا چنانچہ کچھ دیر تک تو میں خاموشی سے اس کی باتوں کو سنتا رہا پھر سپاٹ لہجے میں کہا۔ "ارجن مہاراج، اگر ان کھنڈرات میں واقعی بھٹکتی روحیں گھومتی پھرتی ہیں تو یہ بات میرے لئے خوشی کا باعث ہو گی۔ جاپ کرتے وقت مجھے تنہائی کا احساس نہیں ہو گا۔"

میرا جواب سن کر ارجن مہاراج نے خاموشی اختیار کر لی اور دوبارہ آگے بڑھنا شروع کر دیا۔ اب ہم واقعی کھنڈرات کے علاقے میں داخل ہو چکے تھے جہاں کی فضا سخت تعفن آمیز تھی۔ تاریکی کی وجہ سے میں اس تعفن کی وجہ تو نہ جان سکا لیکن اتنا ضرور سمجھ گیا کہ پورے اجودھیا کی غلاظت ان کھنڈرات میں پھینکی جاتی ہے۔ بدبو کے مارے میرا دماغ پھٹا جا رہا تھا لیکن میں دل پر جبر کئے آگے بڑھتا رہا۔ معاً

مجھے موہن لال کی کہی ہوئی ایک بات یاد آ گئی۔

”ارجن مہاراج۔“ میں نے بڑے پجاری کو مخاطب کیا۔ ”اجودھیا کی روانگی کے وقت موہن لال نے کہا تھا کہ مجھے بڑے مندر میں بیٹھ کر گنیش اور پاربتی کے لئے جاپ کرنا ہوگا۔“

”مجھے معلوم ہے لیکن اب موہن لال جی مہارجا کی اچھا ہے کہ تم کھنڈرات میں بیٹھ کر جاپ کرو۔“ ارجن مہاراج نے بڑی سرد مہری سے جواب دیا۔ ”یہاں تمہیں گوبر گنیش کی پوجا کرنی ہوگی۔“

ایک لمحے کے لئے میرے دل میں یہ خیال بڑی سرعت سے ابھرا کہ کہیں ارجن میرے ساتھ کوئی فریب تو نہیں کر رہا ہے لیکن پھر میں نے یہ بات اپنے دل سے نکال دی۔ حالات کے پیش نظر میں نے یہی مناسب سمجھا کہ خود کو ذہنی خلفشار سے آزاد رکھا جائے اور جیسا موقع پیش آئے، اسی مناسب سے عمل کیا جائے۔ یوں بھی جب میں اوکھلی میں سر دے چکا تھا تو پھر موصلی سے ڈرنا بے سود تھا۔

کچھ دور چلنے کے بعد ارجن مہاراج ایک جگہ کر رگ گیا اور مجھ سے مخاطب ہوا۔

”یہی وہ استھان ہے جہاں بیٹھ کر تمہیں جاپ کرنا ہوگا۔“

میں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ارجن مہاراج بہت دیر تک مجھے جاپ کے طریقے بتا رہا اور ان خطرات سے آگاہ کرتا رہا جو جاپ کے دوران مجھے پیش آ سکتے تھے۔ میں چپ چاپ کھڑا پوری توجہ سے ایک ایک بات کو ذہن نشین کرتا رہا پھر مجھے وہ منتر بتایا گیا جس کا جاپ مجھے چالیس لاکھ بار کرنا تھا۔ مجھے اس طویل اور اجنبی زبان کے منتر کو یاد کرنے میں بڑے دشواری پیش آئی لیکن میں نے اسے یاد کر ہی لیا تو ارجن مہاراج نے کہا۔

”اس منتر کے جاپ میں عام طور پر چھ ماہ پورے ہو جاتے ہیں پرنتو تم اگر پوری لگن سے کام لو تو کم سے میں بھی اپنی پرکشا میں پھل ہو سکتے ہو۔“

”مجھے یقین ہے کہ میں بہت کم عرصے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔“ میں نے پورے اعتماد سے جواب دیا۔

”جب تک تم پھل نہ ہو تمہیں برت رکھنا ہوگا۔“ ارجن مہاراج نے کہا۔ ”برت کے درمیان تم کسی قسم کے اَن (اناج) کو ہاتھ نہیں لگا سکتے۔ تمہیں صرف پھل اور گئو ماتا کے دودھ پر گزارہ کرنا ہوگا۔“

”مجھے معلوم ہے۔“

”ایک بار پھر کان کھول کر سن لو کہ جاپ پورا کرنے سے پہلے اگر تم نے باہر نکلنے کی کوشش کی تو تمہاری ساری تپسیا نشٹ ہو جائے گی اور دیوتا تمہیں شراپ (سزا) دیں گے۔“ ارجن مہاراج بڑے روکھے لہجے میں بولا۔ ”بیروں اور گندی آتماؤں سے تم اسی صورت میں بچ سکتے ہو کہ منڈپ سے باہر نہ

نکلو اور ان پر کوئی دھیان نہ دو۔“

”جاپ پورا ہو جانے کے بعد مجھے کیا کرنا ہوگا؟“ میں نے ارجن کی باتوں کو ذہن نشین کرنے کے بعد پوچھا۔

”تم مہان شکتی کے مالک بن جاؤ گے۔ تمہیں گنیش دیوتا اور پاربتی دیوی کے حکم پر چلنا ہوگا۔ اور ہاں..... جاپ پورا کر لینے کے بعد تمہیں نرملا پجارن کے شریر پر بھی پورا پورا ادھیکار ہو جائے گا۔“

”موہن لال نے مجھے وچن دیا تھا کہ وہ مجھے اپنی چوتھائی شکتی دان کر دے گا۔“ میں نے نرملا کے تذکرے کو ٹالتے ہوئے کہا۔

”اگر مہاراج نے تمہیں وچن دیا ہے تو وہ اسے ضرور پورا کریں گے۔“ ارجن مہاراج بڑی سنجیدگی سے بولا۔ ”مہان پجاری کبھی اپنے دیئے ہوئے وچن سے پیچھے نہیں ہٹا کرتے۔“

میں کافی دیر تک ارجن مہاراج سے گفتگو کرتا رہا پھر جب وہ اپنے چیلے کے ساتھ مجھے کھنڈر میں تنہا چھوڑ کر چلا گیا تو میں نے جلدی سے اس کے بتائے ہوئے منتر کو چالیس بار پڑھا اور ناہموار زمین پر ایک بڑا سا دائرہ بنا کر اس کے بیچوں بیچ بیٹھ کر جاپ کرنے لگا۔

جاپ ایک طویل اور تھکا دینے والا مرحلہ تھا۔ جو اذیت میں نے برداشت کی اس کا اظہار ناممکن ہے۔ ویران کھنڈروں میں متعفن جگہ بیٹھ کر شب و روز منتر پڑھتا رہا۔ میں اب یہ سب کچھ سوچتا ہوں تو مجھ پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ یہ تو چھ ماہ کی بات تھی۔ میرا خیال ہے عام آدمی کو اس پُراسرار جگہ بیٹھ کر چند لمحے گزارنا بھی مشکل ہو جاتے۔

مجھے اس بات کا اقرار کرنے میں مطلق کوئی عار نہیں کہ شروع شروع میں دل اچاٹ ہوتا جاتا تھا اور میں سنجیدگی سے فرار کے متعلق غور کرنے لگتا تھا لیکن پندرہ بیس دن گزر جانے کے بعد میرے اندر جو نمایاں تبدیلی آئی وہ عجیب و غریب تھی۔ میں مکمل طور پر خود کو ہندو دھرم کا پیرو سمجھنے لگا اور پورے جوش و خروش کے ساتھ جاپ میں مگن ہو گیا۔ میری لگن کا اندازہ اس بات سے بھی ظاہر ہوتا تھا کہ مجھے وقت کا ہوش بھی نہ رہا۔ سچ پوچھئے تو میں نیم بے ہوشی کی حالت میں تھا۔ میں ہمہ وقت جاپ میں مصروف رہتا۔ کئی کئی روز تک کچھ کھائے پیئے بغیر گزار دیتا۔

ارجن مہاراج کے کہنے کے مطابق میں نے منڈپ سے باہر جانے کی کوشش نہیں کی۔ مجھے یہ بھی نہیں معلوم کہ پھل اور دودھ کون لایا کرتا تھا لیکن جب بھی میں اس کی ضرورت محسوس کرتا، یہ چیزیں میرے سامنے ہوتیں۔

رفتہ رفتہ میری حالت اس مجذوب جیسی ہوگئی جسے دنیا کا کوئی ہوش نہیں رہتا۔ نہ ہی دن رات کی تمیز باقی رہتی ہے۔ میں پوری طرح اپنے عمل میں ڈوب کر رہ گیا۔ مجھے یہ بھی اندازہ نہیں تھا کہ جاپ

کرتے مجھے کتنے مہینے بیت چکے ہیں یا میں چالیس لاکھ بار میں سے کتنی بار اس منتر کو پڑھ چکا ہوں۔ مجھے اس کی ضرورت بھی نہ تھی اس لئے کہ ارجن مہاراج نے مجھے یہی بتایا تھا کہ جاپ پورا ہوتے ہی مجھے خود بخود کسی نہ کسی طرح اس کا اندازہ ہو جائے گا چنانچہ میں بالکل دیوانوں کی طرح اپنے عمل میں مصروف رہا۔ بھوک و پیاس کا احساس تقریباً فنا ہو کر رہ گیا تھا۔

مجھے ٹھیک طور پر یاد نہیں کہ میری کامیابی میں کتنے دن رہ گئے تھے لیکن اتنا ضرور یاد ہے کہ رات کی تاریکی میں اب مجھے گندی بلاؤں نے ہر قسم کے روپ دھار کر ڈرانا شروع کر دیا تھا۔ کبھی مجھے یوں لگتا جیسے میں ہوا میں بلند ہوتا چلا جا رہا ہوں اور پھر اچانک مجھے کافی بلندی سے زمین کی طرف پھینک دیا گیا ہو۔ کبھی ایسا لگتا جیسے میری نظروں کے سامنے الاؤ روشن ہے۔ جس پر ایک بڑے کڑھاؤ میں تیل اُبل رہا ہے اور ڈراؤنی صورت والی بلائیں اس ارادے سے میری طرف لپک رہی ہیں کہ مجھے اٹھا کر اس کڑھاؤ میں ڈال دیں۔ کبھی کبھی خونخوار درندوں کی خوفناک آوازیں میرے کانوں سے ٹکرانے لگتیں لیکن مجھے کبھی ان چیزوں سے کوئی خوف نہیں محسوس ہوا۔ بس ایک لمحے کے لئے یہ ڈراؤنے منظر میری نظروں کے سامنے ابھرتے پھر جیسے ہی بلند آواز میں منتر پڑھنا شروع کرتا، سب کچھ غائب ہو جاتا۔ ایک دوبار ایسا بھی ہوا جب میں نے محسوس کیا کہ جیسے نرملا پریوں کے لباس میں کھڑی مجھے اشاروں سے اپنی طرف بلا رہی ہے لیکن میں نے اس پر بھی کوئی دھیان نہ دیا اور اپنے جاپ میں غرق رہا۔ ایک ہی منتر کو متواتر شب و روز دہراتے دہراتے میں کچھ اس درجہ اس کا عادی ہو گیا تھا کہ اب نہ تو مجھے حلق خشک ہونے کا خیال ستاتا نہ ہی کسی تھکن اور اکتاہٹ کا احساس ہوتا بلکہ منتر کے الفاظ خود بخود جاری رہتے۔ اب میں جذبات و احساسات سے مبرا ایک شخص تھا جسے نہیں معلوم تھا کہ وہ کہاں ہے، کیا کر رہا ہے۔ میں ایک ایـ[illegible]ڈکار مشین بن گیا جو صرف اور صرف منتر پڑھنا جانتی تھی۔

مجھے آج بھی وہ بھیانک رات بخوبی یاد ہے جب میں اپنے عمل میں غرق تھا اور گندی بلاؤں اور خوف ناک جانوروں نے چاروں طرف سے مجھ پر یلغار کر رکھی تھی۔ کبھی کبھی میرا دل چاہتا کہ میں اٹھوں اور ان بلاؤں کو تہس نہس کر ڈالوں لیکن پھر سب بھول کر منتر پڑھنے لگ جاتا۔ اس رات یہ سلسلہ بڑی دیر تک جاری رہا پھر اچانک گندی بلائیں اور خوف ناک جانوروں کے ڈراؤنے چہرے میرے سامنے سے غائب ہو گئے۔ نہ جانے کیوں آپ ہی آپ مجھ پر غنودگی سی طاری ہونے لگی۔ میں نے ایک دوبار اپنے سر کو زور زور سے جھٹکا تا کہ ذہن پر طاری ہونے والی بوجھل غنودگی کو دور کر سکوں لیکن اپنی کوشش میں کامیاب نہ ہو سکا اور پھر اچانک مجھے یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے میری ننگی پشت پر ہاتھ رکھ دیا ہو۔ اس کے ساتھ ہی میرے کانوں میں ایک نسوانی آواز ابھری۔

''کرشن کمار...... ہم نے تمہاری تپسیا کو سوئیکار کیا۔''

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ وہ آواز نرملا کی نہیں تھی پھر وہ کون تھی اور منڈپ کے اندر کس طرح داخل ہو گئی تھی؟ میں نے پلٹ کر اسے دیکھنے کی کوشش کی تھی لیکن ذہن پر چھانے والی غنودگی یکلخت کئی گنا بڑھ گئی۔ میں سر گھماتے وقت چکرا کر گرا تھا اور پھر مجھے کچھ یاد نہیں رہا۔

جب میں ہوش میں آیا تو چاروں طرف صبح کا نور پھیلا ہوا تھا۔ میں ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا پھر اپنے جسم پر نظر ڈالی تو بھونچکا رہ گیا۔ میرے سر کے بال اور داڑھی بے تحاشا بڑھی ہوئی تھی۔ جسم پر میل کی موٹی موٹی تہیں جمی ہوئی تھیں جس کی وجہ سے بدن کی رنگت سیاہ پڑ گئی تھی۔ ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کے ناخن بھی بے حد بڑھے ہوئے تھے۔ بدن پر جو کپڑے موجود تھے، وہ پسینے اور میل کی وجہ سے وہ بری طرح چکٹ گئے تھے لیکن ان تمام باتوں کے باوجود میں اپنے جسم میں ایک عجیب و غریب قسم کی توانائی محسوس کر رہا تھا۔ یوں جیسے میری شریانوں میں خون نہیں بلکہ پگھلا ہوا سیسہ گردش کر رہا ہو۔ معاً مجھے گزشتہ رات والی بات یاد آئی تو مجھے یقین ہو گیا کہ میرا جاپ مکمل ہو چکا ہے۔ اس خیال سے کہ میں بے پناہ شکتی کا مالک بن چکا ہوں میں عالم سرمستی میں جھومتا ہوا اٹھا اور منڈپ سے باہر نکل آیا۔ میری کیفیت اس وقت کسی ایسے وحشی سے مختلف نہ تھی جو سالہا سال تک آبادی سے دور رہا ہو۔ مجھے اس بات کا مطلق علم نہیں تھا کہ میں نے اس کھنڈر میں کتنا عرصہ گزارا ہے، نہ ہی مجھے کسی قسم کی تھکن کا کوئی احساس تھا۔

کھنڈرات سے نکل کر مجھے سب سے پہلے جس شخصیت کا خیال آیا، وہ نرملا تھی۔ مجھے اس بات کا یقین تھا کہ اب نرملا کو مجھ سے کوئی نہیں چھین سکتا۔ میں اسے پالینے کے خیال سے لمبے لمبے قدم اٹھانے لگا۔ اچانک مجھے خیال گزرا کہ کیوں نہ اپنی پُراسرار قوت کو آزما لیا جائے۔ اس خیال کے ذہن میں ابھرتے ہی میں رک گیا اور قرب و جوار کا جائزہ لینے لگا۔ معاً میری نظر برگد کے ایک تناور درخت پر جم کر رہ گئی۔ جو دس بارہ سال پرانا نظر آ رہا تھا۔ کچھ دیر تک میں پلکیں جھپکائے بغیر اسے گھورتا رہا پھر یکلخت میں نے بڑے جلال کی حالت میں اپنا ہاتھ فضا میں بلند کیا اور غصے کی کیفیت میں اسے درخت کی سمت جھٹک دیا۔ میرا ہاتھ کو جھٹکنا تھا کہ برگد کا تناور درخت سوکھے تنکے کی طرح جڑ سے اکھڑ کر زمین پر آ رہا۔

یہ اس بات کا کھلا ثبوت تھا کہ میں پُراسرار و حیرت انگیز قوتوں کا مالک بن چکا ہوں اور اس خیال کے ذہن میں ابھرتے ہی میرے اوپر غرور کا نشہ طاری ہو گیا کہ اب میں بھی موہن لال کی طرح مہان شکتی کا مالک ہوں۔

اپنی قوت کے اس پہلے کرشمے کو دیکھنے کے بعد میں دوبارہ پرانے مندر کی طرف سرشاری کی کیفیت میں قدم اٹھانے لگا۔ میں سوچ رہا تھا کہ جب نرملا کو میری کامیابی کا علم ہو گا تو وہ عالم وارفتگی میں خود کو میرے حوالے کر دی گی اور خوشی سے دیوانی ہو جائے گی اور پھر میں اسے ہمیشہ کے لئے اپنی آغوش

کی زینت بنالوں گا۔

ابھی میں اپنے ان خیالات میں ڈوبا آبادی کے اندر داخل ہی ہوا تھا کہ میری نظر ایک پجاری پر پڑی جو جوگیا رنگ کے لباس میں ملبوس تھا اور میری سمت چلا آرہا تھا۔ اس نے اپنے ہاتھ میں پیتل کی ایک لٹیا تھام رکھی تھی اور دوسرے ہاتھ میں پیتل ہی کی ایک تھالی تھی جس میں پھل موجود تھے۔ مجھے یاد آگیا کہ جاپ کے دوران مجھے اس قسم کے برتنوں میں پیٹ بھرنے کی چیزیں مہیا کی جاتی تھیں۔ اس خیال پر مجھے ہنسی آگئی کہ وہ پجاری آج بھی میرے لئے پھل اور دودھ لے کر کھنڈرات کی طرف جارہا تھا۔

میں اپنی جگہ رک کر اسے دیکھتا رہا پھر جب وہ میرے قریب آیا تو میں نے اسے پہلی ہی نظر میں پہچان لیا۔ یہی وہی پجاری تھا جس نے سب سے پہلے اجودھیا پہنچنے پر میرا اور نرملا کا سواگت کیا تھا۔ میں اسے مسکراتی نظروں سے گھورے جارہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ دیکھیں وہ نزدیک آنے پر مجھے پہچانتا ہے یا نہیں۔

پجاری اپنے خیالوں میں ڈوبا کھڑاؤں کی کھڑ پڑ کرتا چلا آرہا تھا۔ میرے قریب سے گزرتے وقت جب اس نے میرے چہرے پر نظر ڈالی تو یوں ٹھٹک کر رہ گیا جیسے اس کی روح فنا ہوگئی ہو۔ اس کی پھٹی پھٹی آنکھوں سے حیرت اور خوف کے ملے جلے تاثرات عیاں تھے۔ کچھ دیر تک وہ بت بنا کھڑا مجھے گھورتا رہا پھر تھر تھر کانپنے لگا۔ اس کے ہاتھوں میں دبے ہوئے برتن چھوٹ گئے۔ دودھ اور پھل زمین پر بکھر گئے پھر دوسرے ہی لمحے وہ مہاراج کہہ کر لپکا اور میرے قدموں میں آگرا۔ یہ دوسری کامیابی تھی جس نے میرے ذہن پر چھائے ہوئے نشے کو دوچند کردیا چنانچہ میں نے بڑے غرور سے اسے مخاطب کیا۔

''اٹھو پجاری..... ڈرو نہیں..... میں وہی کرشن کمار ہوں جس کے لئے تم دودھ اور پھل لے کر جارہے تھے۔''

''مہاراج کی جے ہو۔'' وہ اٹھا اور ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑا ہوگیا لیکن اس کے جسم پر ابھی تک لرزہ طاری تھا۔

''ارجن مہاراج کا کیا حال ہے۔'' میں نے ٹھوس آواز میں سوال کیا پھر یکلخت برا سا منہ بنا کر بولا۔ ''وہ ہمارے سواگت کے لئے نہیں آیا۔''

''مہاراج..... وہ..... ارجن مہاراج..... ابھی آپ کی پرکشا کا سمے پورا جو نہیں ہوا تھا۔'' پجاری نے ہکلاتے ہوئے بمشکل اپنا جملہ پورا کیا تو مجھے غصہ آگیا۔ میں نے بڑی نفرت سے کہا۔

''کیا ارجن کے پاس اتنی شکتی بھی نہیں ہے کہ وہ میرے بارے میں کچھ جان سکتا۔''

''مم..... میں.....'' پجاری بری طرح ہکلانے لگا۔ میرے لب ولہجہ کی سختی نے غالباً اس کے رہے سہے اوسان بھی خطا کردئے تھے۔

''جاؤ.....'' میں ہاتھ اٹھا کر سخت آواز میں بولا۔ ''ارجن سے کہو کہ کرشن کمار مہاراج اسے بلاتے ہیں۔''

پجاری نے ہاتھ جوڑے اور تیزی سے پلٹ کر بھاگتا ہوا پرانے مندر کی طرف روانہ ہوگیا۔ میں اسی جگہ کھڑا رہا اور سوچتا رہا کہ دیکھیں اب کیا ہوتا ہے۔ ارجن میرے سواگت کو آتا ہے یا نہیں؟

دس منٹ بعد پجاری دوبارہ دوڑتا ہوا واپس آیا اور میرے سامنے کھڑا ہو کر کانپنے لگا۔ میں نے اسے تنہا دیکھا تو غصے سے لال پیلا ہو کر پوچھا۔

''کیوں..... کیا ارجن میرے سواگت کو نہیں آنا چاہتا۔''

''شش..... شما کردیجئے مہاراج۔'' پجاری گڑگڑانے لگا۔ ''مم..... میرا اس میں کوئی دوش نہیں ہے۔''

''ارجن کیوں نہیں آیا۔'' میں نے دوبارہ گرج کر پوچھا۔

''وہ..... نر..... نرملا پجارن..... میں کٹی میں..... نن..... نہیں جاسکتا۔'' پجاری نے خوف سے کپکپاتے ہوئے ٹوٹے پھوٹے لہجے میں جواب دیا۔ اس کے چہرے کی رنگت ہلدی کی طرح زرد پڑچکی تھی۔

میں نے اس کے جملے کا مفہوم سمجھا تو جیسے میرے اندر کا آتش فشاں ابل پڑنے کو بے چین ہوگیا۔ میں نے پجاری کو نفرت سے گھورتے ہوئے غضب ناک لہجے میں پوچھا۔

''کیا نرملا پجارن ارجن کی کٹی میں موجود ہے۔''

''ہاں..... ہا..... آں..... مم..... مہاراج۔'' پجاری سہم کر میرے قدموں میں گر پڑا تو میں نے حقارت سے اسے ایک زوردار ٹھوکر ماری اور کڑک کر بولا۔

''کتا..... اگر تیرا کہا جھوٹ نکلا تو میں تجھے ایسا کشٹ دوں گا کہ تو سارا جیون یاد رکھے گا۔''

''مہاراج..... مم..... میں نردوش ہوں۔'' پجاری دوبارہ میرے قدموں میں گر کر لوٹنے لگا۔

''کم ذات..... سچ سچ بتا کہ کیا چکر ہے۔'' میں نے اسے دوسری ٹھوکر مار کر غصیلی آواز میں پوچھا۔

''مہاراج..... وہ نرملا پجارن اور..... ارجن مہاراج..... دونوں ایک ساتھ.....''

''بکواس مت کر.....'' میں آگ بگولا ہو کر بولا۔ ''اگر یہ سچ ہے تو میں پاربتی کی سوگند کھا کر کہتا ہوں کہ ارجن کو خارش زدہ کتوں کی موت ماروں گا..... اجودھیا کے ایک ایک پجاری کو جہنم

رسید کردوں گا۔''

غصے کے مارے میری حالت اس آدم خور شیر جیسی ہوگئی جس پر کسی اناڑی شکاری نے اوچھا وار کیا ہو۔ چنانچہ میں نے غیظ وغضب کی حالت میں سب سے پہلے پجاری کو انگلی کے ایک اشارے سے موت کے گھاٹ اتارا پھر اس کی لاش کو ٹھوکر مار کر بڑے مندر کی طرف بڑھنے لگا۔ میں نے اپنے دل میں مصمم ارادہ کرلیا تھا کہ اگر ارجن نے نرملا کے سلسلے میں میرے اعتماد کو دھوکا دیا ہے تو میں اپنی شکتی سے اسے بھی جلا کر بھسم کر ڈالوں گا۔

اسی غضب ناک حالت میں، میں غصے سے اپنا ہونٹ کاٹتا بڑے مندر تک پہنچ گیا اور ارجن کی کٹی کا پردہ اٹھا کر دندناتا ہوا اندر داخل ہوگیا لیکن کٹی کے اندر پہلا قدم رکھتے ہی میں ٹھٹک کر رہ گیا۔ میری آنکھوں میں انتقام کے شعلے یکلخت بھڑک اٹھے جو کچھ میں نے دیکھا اس نے میرے پورے بدن میں آگ لگا دی تھی۔

میں نے جو کچھ دیکھا اس کی توقع میں زندگی بھر نہیں کرسکتا۔ وہ سب بہت ہی حیران کن، بڑا ہی چونکا دینے والا منظر تھا۔ میں غضب ناک حالت میں ارجن کی کٹی کے دروازے پر کھڑا اس منظر کو دیکھ رہا تھا جس نے میری شریانوں میں دوڑتے ہوئے خون کی گردش تیز کردی تھی۔

نرملا پجارن جس نے وندھیا چل سے اجودھیا تک مجھے اپنی وفاداری کا یقین دلایا تھا اس وقت مجھے ایک ویشیا کے روپ میں نظر آرہی تھی۔ ارجن راکھشش بنا اس کو نوچ کھسوٹ رہا تھا۔ وہ نرملا جسے میں نے سیتا و ساوتری سمجھ کر پیار کیا تھا، انتہائی بے شرمی کی حالت میں ارجن کے پاس موجود تھی۔

''نرملا......'' یہ منظر دیکھ کر میں اپنے جسم کی تمام تر طاقت سے دہاڑا۔ مجھے نہیں معلوم کہ میرے اندر اتنی طاقت کہاں سے آگئی تھی۔ میری آواز کوئی عام شخص سنتا تو سماعت کھو بیٹھتا۔

کٹی میں ہولناک آواز گونجی تو نرملا اور ارجن دونوں لرز اٹھے۔ ارجن نے ایک لمحے کے لئے مجھے گھور کر دیکھا پھر جوش میں کانپتا ہوا تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اچانک اس کے تیور اس آدم خور شیر کی طرح خطرناک ہوگئے، بھوک کی حالت میں جس کے ہاتھوں سے اس کا شکار جھپٹ لیا گیا ہو۔ نرملا پجارن جلدی سے اپنا لباس سنبھالتی ہوئی اٹھ کر کٹی کے عقبی دروازے تک چلی گئی تھی۔

''کمینی...... ویشیا......'' میں نے ارجن کو نظرانداز کرکے نرملا کو قہر آلود نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔ ''میں نے تجھے دیوی سمجھا تھا لیکن تو کتیا سے بھی بدتر ثابت ہوئی...... میں تجھے اس فریب اور دغابازی کی ایسی کڑی سزا دوں گا کہ تو سارا جیون انگاروں پر لوٹے گی اور تجھے کسی کروٹ چین نہ ملے گا۔''

''کرشن...... مم...... میں...... نر...... دوش......''

''بکواس بند کر کلنکنی......'' میں نرملا کی بات کو درمیان سے اچک کر زور سے گرجا۔ ''میں جانتا ہوں کہ اب تو کیا کہے گی۔ تو اپنے نردوش ہونے کا بے سرا راگ الاپے گی۔ پر اب تجھے میرے ہاتھوں سے اس دھرتی کی کوئی شکتی نہیں بچا سکتی۔''

ارجن اب تک خاموش کھڑا خونیں نظروں سے مجھے دیکھے جا رہا تھا۔ میری خلاف توقع آمد سے وہ خاصا بوکھلایا ہوا نظر آرہا تھا۔ شاید اس لئے کہ اسے یقین نہیں تھا کہ میں اتنی جلدی اپنی پرکشا میں سپھل ہو جاؤں گا۔

میں ارجن کو نظرانداز کئے نرملا کو لعن طعن کر رہا تھا۔ نرملا کی کیفیت اس وقت کسی ایسے پنچھی جیسی تھی جو ایک ہی وقت میں دو خطرناک شکاریوں کے درمیان پھنس کر رہ گیا ہو۔ اس کے معصوم چہرے پر پھیلی ہوئی زردی بتا رہی تھی کہ وہ بے حد خوف زدہ ہے۔ اس کی کنول جیسی آنکھوں میں رحم کی التجا کسی بجھتے ہوئے چراغ کی لو کی طرح ٹمٹماتی نظر آرہی تھی۔

کچھ دیر تک ارجن میرے اور نرملا کے درمیان ایک خاموش تماشائی کی طرح کھڑا میری گھن گرج سنتا رہا پھر اچانک اس کے تیور بدل گئے، وہ اعتماد سے گمبھیر لہجے میں بولا۔

''کرشن کمار...... ہوش میں آؤ۔ میرے ہوتے ہوئے تمہیں نرملا کو دوش دینے کا کوئی ادھیکار نہیں ہے۔''

''ارجن......'' میں نے ہونٹ کاٹتے ہوئے ارجن کے مکروہ چہرے پر نظر ڈالی۔ ''پہلے میرا خیال تھا کہ تم حقیقتاً کوئی دھرماتما ہو گے پرنتو تم بھی راکھشش ثابت ہوئے۔ تم نے میرے اعتماد کو دھوکا دیا ہے۔ جس کی سزا تمہیں ضرور ملے گی لیکن پہلے میں نرملا سے نمٹوں گا۔''

''تم...... نرملا کو کشٹ دو گے۔'' ارجن نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ''تم بہک رہے ہو۔ اتنی شکتی آگئی ہے تمہارے شریر میں کہ تم میری سویکار کی ہوئی پجارن کو کوئی کشٹ دے سکو۔ اپنے آپ کو سنبھالو کرشن کمار۔''

''یہ تو سمے تجھے بتائے گا ارجن کہ میں کیا کرسکتا ہوں۔ تم میری شکتی کا غلط اندازہ لگا رہے ہو۔'' میں نے غصے سے جواب دیا۔ ''میں کہتا ہوں تمہاری خیریت اسی میں ہے تم اپنی گندی زبان بند رکھو۔''

''مورکھ......'' ارجن نے بگڑتے ہوئے تیور سے کہا۔ ''تو نے ابھی صرف ایک جاپ پورا کیا ہے اور اپنی شکتی پر اتنا گھمنڈ کر رہا ہے۔ تجھے نہیں معلوم میں دیوی دیوتاؤں کے لئے ایسے نہ جانے کتنے جاپ پورے کرچکا ہوں۔ میرے سامنے ایسے شبد نکالتے ہوئے تجھے سوچنا سمجھنا چاہئے۔ میرے ہوتے ہوئے تو نرملا کی اور (سمت) آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتا۔ تو ابھی بالک ہے۔ جا یہاں سے چلا جا۔ مہاتماؤں کے بیچ نہ بڑ...... دور ہو جا میری نظروں سے۔''

''ہوں......'' میں نے ارجن کو غصیلی نظروں سے دیکھا۔ ''تو تم میری شکتی کا تماشا دیکھنا چاہتے ہو۔''

''شکتی۔'' ارجن میری بات پر ہنس کر بولا۔ ''میں نے کہا نا کرشن تو ابھی بالک ہے۔ شکتی کے کہتے ہیں اسے جاننے کے لئے تجھے بہت پاپڑ بیلنے پڑیں گے۔ میں تجھے شما کر سکتا ہوں۔''

میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا۔ میری خواہش تھی کہ ارجن کی موجودگی میں پہلے نرملا کو سزا دوں اس کے بعد ارجن سے دو دو ہاتھ کروں لیکن ارجن میرے راستے میں سینہ تانے کھڑا مجھے تاؤ دلا رہا تھا۔

''ارجن، میں تجھے آخری بار حکم دیتا ہوں، میری راہ میں آنے سے باز آ جا۔ ورنہ تجھے پچھتانا ہوگا۔'' میں نے بے حد سرد لہجے میں اسے مخاطب کیا لیکن ارجن جو مجھے اب تک صرف ایک سیوک سمجھے ہوا تھا بڑے پُروقار انداز میں ہاتھ اٹھا کر بولا۔

''کرشن کمار، شانتی سے کام لے...... میں تیرا گرو ہوں اور تجھے پھر یہی مشورہ دیتا ہوں کہ استری کی خاطر دیوی اور دیوتاؤں کی دان کی ہوئی شکتی کا ٹکراؤ اچھا نہیں۔ پرنتو اگر تو نہیں مانتا تو مجبوراً مجھے یہ بتانا ہوگا کہ ایک گرو میں کیا کیا شکتیاں ہوتی ہیں۔ میں نے ورشوں بھاڑ نہیں جھونکی۔''

''حرام زادے، میں تجھ جیسے ناپاک آدمی کو اپنا گرو سمجھوں، یہ کبھی ممکن نہیں ہو سکتا...... اگر تیرے اندر اتنی شکتی ہے کہ تو مجھے نیچا دکھا سکے تو اپنی اس شکتی کو آزما کر دیکھ لے۔''

ارجن کا چہرہ غصے کے مارے لال بھبوکا ہو گیا۔ اس کی بڑی بڑی خوفناک آنکھوں سے شعلے ابلنے لگے۔ چند لمحوں تک وہ مجھے لال پیلی نظروں سے گھورتا رہا پھر اس کے ہونٹ تیز تیز ہلنے لگے۔ میں سمجھ گیا کہ وہ کوئی جاپ پڑھ رہا ہے۔ ایک لمحے کے لئے میرے دل میں یہ خیال ابھرا کہ پہلے ارجن کو جی بھر کر اس کی مان مانی کر لینے دوں پھر پلٹ کر اس پر جوابی حملہ کروں لیکن دوسرے ہی لمحے میں نے اس خیال کو ذہن سے نکال دیا۔

دشمن کو سنبھلنے کا موقع دینا دانش مندی کے خلاف تھا چنانچہ میں نے لپک کر ارجن کی گردن میں ہاتھ ڈال کر اس زور سے جھٹکا دیا کہ وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا۔ سر کے بل فرش پر گرا اور قلابازی کھاتا ہوا دوسری طرف جا پڑا۔ میرا حملہ اس قدر اچانک اور بھرپور تھا کہ ارجن کو سنبھلنے کا موقع نہ مل سکا لیکن بہر حال وہ شیطانی قوتوں کا مالک تھا۔ زمین پر گرتے ہی وہ برق رفتاری سے اچھل کر دوبارہ کھڑا ہو گیا پھر اس نے اپنا سیدھا پاؤں پوری قوت سے زمین پر دے مارا۔ ابھی میں ارجن پر دوسری بار حملہ کرنے کے لئے خود کو تیار کر رہی رہا تھا کہ میری نظر ایک کوڑیالے سانپ پر پڑی جو اپنا پھن زمین سے دو فٹ بلند کئے لہراتا ہوا میری طرف آ رہا تھا۔ میں سمجھ گیا کہ وہ سانپ ارجن کی کالی طاقت کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے۔

کوڑیالا سانپ میرے قریب آیا تو میں اچھل کر اس کے حملے کو بچا گیا۔ ہرچند کہ میں پاربتی

دیوی اور گنیش دیوتا کے لئے اپنا جاپ مکمل کر چکا تھا لیکن ہنوز کالے علم اور جنتر منتر سے ناواقف تھا چنانچہ فوری طور پر میں اس خطرناک بلا سے بچنے کی خاطر اچھل کود کرنے کے سوا کچھ نہ کر سکا۔ ارجن میری اس اچھل کود پر قہقہے لگانے لگا اور کرخت لہجے میں بولا۔

''کیوں کرشن کمار...... اگر اب بھی تم ایک نادان اور مورکھ سیوک کی طرح مجھ سے اپنی غلطی کی معافی مانگو تو میں تم کو شما کر سکتا ہوں۔''

قبل اس کے کہ میں ارجن کی بات کا کوئی جواب دیتا ایک نسوانی آواز نے میرے کان میں آہستہ سے سرگوشی کی۔

''کرشن...... جب ہم نے تمہاری تپیا اور تمہاری بھگتی کو سویکار کر لیا ہے تو پھر تم ہمارے ایک معمولی پجاری سے کیوں ڈر رہے ہو۔ آگے بڑھ کر مردوں کی طرح مقابلہ کرو...... وشواس رکھو کہ ہم تمہارے قریب ہیں۔ اب ارجن کے بیر تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔''

میں اس آواز کو سن کر چونکے بغیر نہ رہ سکا۔ اسی آواز کو میں پہلے اس وقت بھی سن چکا تھا، جب میں کھنڈروں میں بیٹھا ارجن کے بتائے ہوئے منتر کا جاپ کر رہا تھا۔ معاً میرے ذہن میں پاربتی دیوی کا نام ابھر آیا پھر مجھے اس بات کا احساس بھی ہوا کہ میں ایک سانپ کے مقابلے میں اب تک بزدلی کا ثبوت دیتا رہا ہوں چنانچہ میں اپنی جگہ ڈٹ کر کھڑا ہو گیا۔

زہریلا سانپ پھن اٹھائے مجھ پر حملہ آور ہونے کے لئے تیزی سے میرے قریب آ رہا تھا۔ پلکیں جھپکائے بغیر میں اس موذی کو گھورتا رہا۔ قریب آ کر اس نے جیسے ہی میرے اوپر پھن مارا تو میں نے ہاتھ بڑھا کر اسے اپنی گرفت میں جکڑ لیا اور غصے کی حالت میں اس کے منہ کو اپنے دانتوں سے بھنبھوڑ کر ایک طرف اچھال دیا پھر ارجن کو قہر آلود نظروں سے گھور کر گرج دار آواز میں بولا۔

''ارجن...... تم نے دیکھا۔ اب میری باری ہے۔ میں تمہیں سنبھلنے کی مہلت دیتا ہوں۔''

اتنا کہہ کر میں نے اپنا سیدھا ہاتھ بڑے جلالی انداز میں ارجن کی سمت بڑھایا اور درمیانی انگلی کو جھٹکنے لگا۔ مجھے محسوس ہوا جیسے میری انگلی سے ایک شعلہ سا لپکا ہو اور پھر جو کچھ ہوا، وہ میری خواہشات کے عین مطابق تھا۔ شعلے نے ارجن کو چشم زدن میں جلا کر راکھ کر دیا۔ ہٹے کٹے پجاری کی جگہ اب فرش پر ایک جلا ہوا استخوانی ڈھانچہ پڑا ہوا تھا اور یہ سب کچھ اتنی سرعت میں ہوا تھا کہ مجھے اس پر حیرت ہو رہی تھی۔

ارجن کو موت کے گھاٹ اتار کر میں نرملا کی طرف متوجہ ہوا جو خوف اور دہشت کے مارے تھر تھر کانپ رہی تھی۔ اس کی خوف زدہ رنگت ہلدی کی مانند زرد پڑ چکی تھی۔ لگ رہا تھا جیسے وہ کسی بھی لمحے تیورا کر گر پڑے گی۔

''کیوں نرملا...... ارجن تجھے بہت پیارا تھا۔'' میں نے نرملا کو گھورتے ہوئے حقارت سے کہا تو